شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

افادات

حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم
(استاذِ حدیث وتفسیر دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت)

مرتب

عبدالاحد فلاحی

دارالحمد
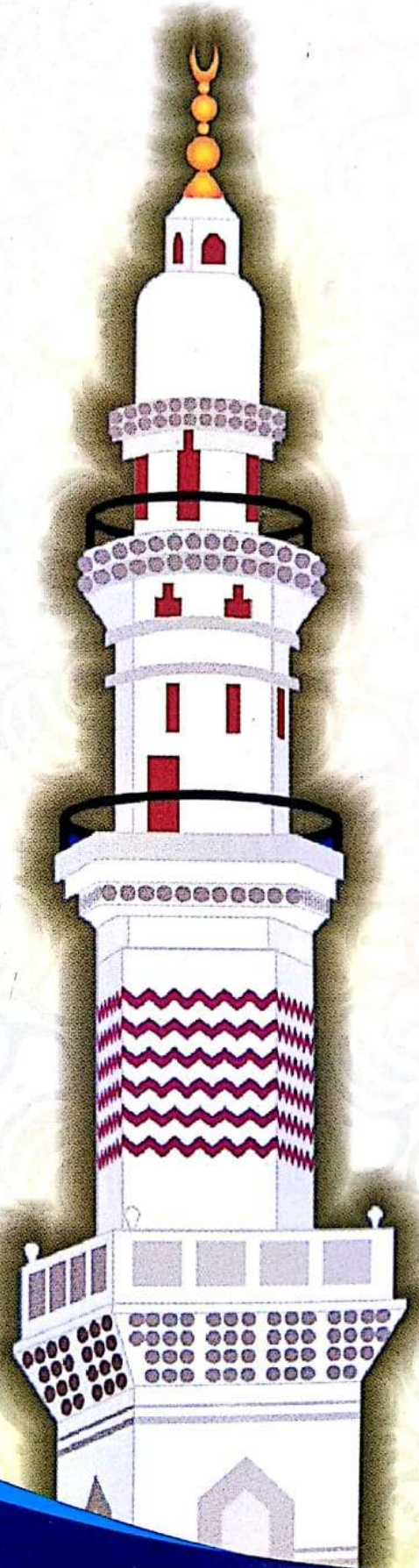
تفصیلات :-

کتاب کا نام..........................آیئے! نماز صحیح کریں

افادات..............حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتھم

مرتب..............................عبد الاحد فلاحی

معاون..........................عبید منیار، محمد داود میمن

اشاعتِ اول..........................ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

تعداد..................................۱۱۰۰

PUBLISHERS:

DARUL HAMD RESEARCH INSTITUTE

SODAGARWAD, SURAT (GUJARAT)

+91 91731 03824

Dawoodm1992@gmail.com

ملنے کا پتہ:

دارالحمد ریسرچ انسٹیٹیوٹ، چوڑگر مسجد، سوداگرواڑہ، سورت۔

فہرستِ مضامین

سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہو گئیں

شاعرِ مشرقؔ

عرضِ مرتب

نماز دین کا ستون ہے، جنت کی کنجی ہے، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے معراجِ مؤمن ہے، روحانی وجسمانی عبادت ہے، قلب وروح کی غذا ہے، کفارۂ خطایا ہے۔نماز کی ادائیگی پر جہاں بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں وہیں اس کے ترک اور اس میں تقصیر وکوتاہی پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

نماز کی اسی اہمیت کی خاطر محدثین وفقہائے کرام اور صوفیائے عظام نے اپنی کتابوں میں نماز اور متعلقاتِ نماز پر مستقل ابواب قائم کیے ہیں، نیز مستقل نماز کے عنوان پر کتاب الصلاۃ، فقہ الصلاۃ، فقہ الطہارۃ والصلاۃ، الصلاۃ وأسرارھا، کتاب تعلیم الصلاۃ کے نام سے بیسیوں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔پیشِ نظر رسالہ اسی سلسلے کی ایک سنہری کڑی ہے، جو مشفق ومربی استاذِ محترم حضرت مولانا احمد صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم العالیہ کا ایک بیان ہے، جو آپ نے ۲۰/ اگست ۲۰۱۷ء بروز: اتوار، مرکز مسجد انکلیشور میں انکلیشور اور اطراف واکناف کے نوجوانوں کے سامنے کیا ہے۔آپ کا یہ بیان دیگر بیانات وتقریرات کی طرح انتہائی پرمغز، مؤثر اور"از دل خیزد بر دل ریزد" کا مصداق ہے،لہٰذا بندے نے اسے افادۂ عام کی خاطر تحریری شکل دے کر حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیا، حضرت نے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا، حوصلہ افزائی کی اور بذاتِ خود نظر ثانی فرما کر مناسب اصلاحات واضافات سے مزین کیا۔نیز بندہ مدیر دار الحمد ریسرچ انسٹیٹیوٹ حضرت مفتی طاہر صاحب سورتی کا بھی شکر گزار ہے کہ آپ نے اسے از اوّل تا آخر پڑھ کر بہت موزوں اور مناسب اصلاح فرمائی اور کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا۔اللہ تعالیٰ آپ کو

دارین میں اس کا اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ اب حضرتِ ٹنکاروی دامت برکاتہم العالیۃ کی اجازت سے اسے دارالحمد ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے شائع کیا جارہا ہے۔

اخیر میں بندہ رفیق محترم مولوی عبید منیار کا ممنون ہے کہ آپ نے بڑی دلچسپی سے اس کی کتابت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف اور جملہ معاونین کو دارین میں اجر جزیل عطا فرمائے اور اس حقیر کاوش کو مفیدِ خاص وعام بنائے۔ فقط والسلام۔

عبدالاحد فلاحی

خادم دارالحمد ریسرچ انسٹیٹیوٹ

۲۴/ربیع الاول ۱۴۳۹ھ بروز: بدھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلى على رسوله الكريم، أمابعد: فأعوذبالله من الشيطن الرجيم،بسم الله الرحمن الرحيم،قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. اَلَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ.وقال تعالىٰ في مقام اٰخر:يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْابالصَّبْرِوَالصَّلٰوةِ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ.وقال في مقام اٰخر: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ.وقال في مقام اٰخر:اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَر.وعن مالك بن الحويرث رضي الله عنه قال:قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم:صلوا كما رأيتموني أصلى(رواه البخاري في صحيحه) اٰمنت بالله صدق الله العظيم، وصدق رسوله النبي الكريم،ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العلمين.

رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ وَيَسِّرْلِىْ اَمْرِىْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ.

کلماتِ تشکر:

قابلِ صداحترام بھائیواور بزرگو! سب سے پہلے رب کریم کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی نماز کی نسبت پر ہمیں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔اسی کے ساتھ ساتھ ہماری اس مسجد کمیٹی کے ممبران بھی شکریہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے اس پروگرام کے لیے محنت ومشقت اٹھائی، اس کا اعلان کیا، اس کے لیے یہ سب انتظامات کیے اور ہم سب کے لیے یکجا ہو کر سننا اور سنانا آسان کر دیا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل:

نماز کا جو مقام ہے اس کے سامنے میں اپنے آپ کو بہت کمزور اور حقیر پاتا ہوں میرا ناپاک اور گنہگار وجود اس قابل نہیں ہے کہ میں نماز کے بلند و بالا عنوان پر گفتگو کروں۔ نماز اللہ کی محبت کی کسوٹی اور تھرما میٹر ہے۔ حرم شریف میں فرض نماز کی وجہ سے طواف موقوف ہوجاتا ہے۔ اٹھارہویں پارے میں "قد اُفلح المؤمنون" میں فلاح یاب ایمان والوں کی آٹھ صفات بیان کی گئی ہیں، اول و آخر میں نماز کا تذکرہ ہے۔ نماز سفرِ معراج کا قیمتی تحفہ ہے، جس عبادت کی فرضیت آسمانوں پر ہوئی ہو، اس کی فضیلت مٹی سے بنا انسان کیا بیان کرسکتا ہے؟ سب سے بڑا تعویذ اور وظیفہ نماز ہے، ہر لمحہ دنیا میں کہیں نہ کہیں اذان، نماز تلاوت اور تعلیم ہورہی ہے۔ اللہ والے قبر اور جنت میں بھی نماز ڈھونڈیں گے۔

عبادت یکساں، اجرا الگ الگ:

میرے بھائیو! ابھی ہم سب نے ظہر کی نماز پڑھی، ۱۰/ رکعت، ۱۲/ رکعت، اللہ نے جس کو جتنی توفیق دی اس نے اتنی رکعت نماز پڑھی۔ لیکن ہر ایک کو اجر وثواب الگ الگ ملے گا، مثلاً: ایک کیلو سونا ہو، ایک کلو چاندی ہو اور ایک کلو پیتل ہو، (ایک کلو یعنی ایک K.G.) ہیں تو تینوں ہی ایک کلو، لیکن سب کا بھاؤ ریٹ الگ الگ ہے۔ اسی طرح نماز سب نے بارہ رکعت پڑھی، لیکن سب کو الگ الگ ریٹ ملے گا۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ لوگ صبح صبح ڈیری (Dairy) میں دودھ لے کر جاتے ہیں، پانچ لیٹر (Litre) دودھ لے کر آنے والے پانچ آدمی ہیں، لیکن ڈیری والا ایک آلہ رکھتا ہے، جس کے ذریعہ سے اس کا فیٹ (Fat) ناپتا ہے، اور اس کے اعتبار سے اس کی قیمت طے کرتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ فیٹ

کی کمی بیشی کی وجہ سے۔ اللہ کے یہاں بھی یہی معاملہ ہے کہ ہماری نماز جناب نبی پاک ﷺ کی سنتوں سے کتنی مطابقت رکھتی ہے؟ ہمارا ظاہری ڈھانچہ نماز، پڑھنے کا انداز حضور ﷺ سے کتنا میل کھاتا ہے؟ اور نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں: قراءت، ثناء، تعوذ، تسمیہ التحیات دعائے ماثور، دعائے قنوت، تسبیحاتِ رکوع وسجود، کتنی صحیح ہیں اور تجوید سے کتنی مطابقت رکھتی ہیں؟ اور نماز کی جو اصل روح ہے یعنی خشوع، خضوع اور دل ودماغ کی حاضری، کس کی کتنی ہے؟ اس طرح کی کئی چیزیں ہیں، اس کے اعتبار سے ہر ایک کو اجرا الگ الگ ملے گا۔ ہم کھانے پینے میں کتنی قیدیں لگاتے ہیں، گرم ہو، تازہ ہو، لذیذ ہو، برابر پکا ہو رنگ ہو، خوشبو ہو۔ لیکن نماز جیسی بھی ہو چلا لیتے ہیں۔

داغِ حسرت نشانِ منزل ہے:

ویسے ایک بات یقینی ہے کہ ہم میں سے کوئی دعوی نہیں کرسکتا کہ میں نے اللہ کی شایانِ شان نماز پڑھی ہے، زندگی میں ہمارا ایک سجدہ اگر اللہ کی شایانِ شان ہوجائے تو ہمارا بیڑا پار ہوجائے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری دو رکعت اور میرا سجدہ ایسا ہے جیسا اللہ کو منظور ہے۔ لیکن مایوسی اور ناامیدی کی ضرورت بھی نہیں ہے، جس اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنے دربار میں جمع کیا اور ٹوٹی پھوٹی عبادت کی توفیق عطا فرمائی، اسی کے فضل وکرم سے امید ہے کہ ان شاء اللہ! ہماری یہ نماز اس کے نزدیک مقبول ہوجائے گی۔ لیکن ہمارے دلوں میں احساس ہونا چاہئے کہ جیسی نماز مجھے پڑھنی چاہئے ویسی میں نہیں پڑھ سکا۔ کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ میں نے بہت اچھی نماز پڑھی، میرا قرآن مجید ایسا ہے، میں نے نماز کے لیے یہ یہ محنت کی ہے، میری نماز تو صحیح ہوچکی ہے، بلکہ ہمیشہ اللہ سے قبولیت کا طلب گار رہے۔

ہر چیز ترقی پذیر ہے مگر نماز.......:

ہم آج سے پندرہ بیس سال پیچھے چلے جائیں! اُس وقت ہمارے مکانوں کا انداز، ہمارا لباس، ہماری پوشاک، اس کا انداز اور اس کی اسٹائل (Style) الگ تھی، گھر کے صوفے اور فرنیچر (Furniture) کا انداز الگ تھا، الیکٹرانک آئیٹمیں اس وقت بہت کم تھیں لیکن پندرہ بیس سال میں اتنی ترقی ہوگئی کہ ہماری سواریاں بدل گئیں، ہمارے مکانوں کا انداز اور رنگ ڈھنگ بدل گیا، ہمارے کھانے پینے اور پکانے کا انداز بدل گیا، الغرض ہر چیز میں ترقی ہوئی، چشمہ، جوتے، چپل، ہر چیز کو ہم کمپیر (Compare) کریں، سب بدل چکی ہیں۔ بیچارے ہمارے وہ مرحومین جو قبروں میں جاچکے ہیں، وہ آکر اگر ہمارے موبائل کی دکانیں دیکھیں تو وہ سمجھ نہیں پائیں گے کہ یہ کیا چیز ہے؟ یہاں کیا چیز بک رہی ہے؟ منشائے کلام یہ ہے کہ دنیا اتنی آگے بڑھ چکی ہے، لیکن افسوس صد افسوس! ہماری نماز اور ہماری تلاوت پندرہ بیس سال پہلے جہاں تھی وہیں ہے، ایک انچ (Inche) بھی ترقی نہیں ہو رہی ہے۔ ہر چیز آگے بڑھ رہی ہے اور ترقی کر رہی ہے، لیکن نماز پڑھنے کی اسٹائل (Style) اور رنگ ڈھنگ میں کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے، خشوع، خضوع اور دل و دماغ کی حاضری عنقاء (ختم) ہوتی جارہی ہے، اگر دیکھا جائے تو مشکل سے پندرہ فیصد لوگ ایسے ملیں گے جن کی نماز میں خشوع و خضوع ہوتا ہے، نیز ہماری نماز کا ظاہری ڈھانچہ، شیپ (Shape) اور اس کی شکل و صورت قرآن و حدیث سے بہت دور ہوتی چلی جارہی ہے۔

نماز بنانے کا بہترین وقت: طالب علمی کا زمانہ، خانقاہ کے قیام کا وقت، تبلیغ میں نکلنے کا وقت، حج و عمرہ کا وقت۔

سرورِ عشق سے سرشار ہوجا:

میرے بھائیو! ہم لوگ غسل کر کے جب باہر نکلتے ہیں تو کہتے ہیں: اب بہت اچھا لگا، فریش (Fresh) ہوگئے، تازہ دم ہوگئے۔ ہم میں سے ہر آدمی غسل کر کے اچھے کپڑے پہن کر یہ کہتا ہے کہ اب اچھا لگا، کیوں؟ کیوں کہ ہم نے اپنے جسم اور ظاہری بوڈی (Body) کو صاف کیا۔ اس کے مقابل جب ہم مسجد میں آتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں، گویا ہم نے روحانی غسل کیا، دل و دماغ، روح اور بدن کے ایک ایک عضو کو اللہ کے سامنے جھکنے کا موقع ملا، کتنی بڑی عبادت ادا کی، لیکن جتنی تازگی غسل کرنے پر اور ہاتھ منہ دھونے پر ہم محسوس کرتے ہیں اتنی تازگی ہم نماز پر کیوں محسوس نہیں کرتے؟ جب کہ قرآن کا اٹل فیصلہ ہے: "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ ؎

مـزہ آجـائے مولا دل بدل دے

نیت کا کرشمہ:

ایک آدمی تھیلی لے کر، لسٹ (List) بنا کر یا ذہن میں بٹھا کر بازار جاتا ہے، جب خریداری شوپنگ (Shopping) کر کے واپس آتا ہے تو وہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے خوش ہوتا ہے، اس لیے کہ تھیلی بھری ہوئی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ بیوی پوچھے گی کیا لائے ہو؟ تو میں کہوں گا: یہ لایا، وہ لایا، اِس کا اتنا بھاؤ ہے اور اُس کا اتنا، فلاں جگہ یہ ملتا ہے اور فلاں جگہ وہ میں نے یہ یہ چیزیں خریدیں، بہر حال اسے خوشی ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! جتنی تازگی ہمیں غسل کے بعد محسوس ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ تازگی ہمیں نماز اور تلاوت کے بعد محسوس ہونی چاہیے، اور جتنی خوشی ہمیں ضروری چیزیں

خریدنے سے ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ خوشی ہمیں نماز اور تلاوت کے بعد ہونی چاہیے کہ الحمدللہ! اللہ نے مجھے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، میں نے دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھی، دو رکعت صلوٰۃ الشکر پڑھی، میں نے فلاں فرض و نفل پڑھی، میں نے آج صلوۃ التسبیح پڑھی، آج میں نے اتنی مقدار تلاوت کی، ان تمام باتوں پر بھی ہمیں خوشی ہونی چاہیے۔

آج پکی ہیں مسجدیں اور کچے ہیں نمازی:

میرے بھائیو! نماز کے سلسلہ میں بہت گراوٹ آرہی ہے، بظاہر مسجدیں بھری معلوم ہوتی ہیں، نمازیوں سے آباد معلوم ہوتی ہیں، لیکن اندر سے کھوکھلا پن ہے۔ پہلے زمانے میں مسجدیں کچی تھیں، لیکن نمازی بہت پکے اور پختہ ہوا کرتے تھے، لیکن آج حال اس کے برعکس ہے کہ مسجدیں پکی اور عالیشان ہیں، مگر نمازی کچے ہیں۔ ؎

پہلے کچی تھیں مسجدیں اور پکے تھے نمازی
آج پکی ہیں مسجدیں اور کچے ہیں نمازی

اور بقول شاعر ؎

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

ہماری نمازیں آٹومیٹک ہوچکی ہیں:

آج ہماری نمازیں آٹومیٹک (Automatic) ہوچکی ہیں، ہم نے "اللہ اکبر" کہہ کر بٹن دبایا، پھر جب سلام کی باری آئے گی اس وقت سوچ آف (Switch off) ہوجائے گی۔ ہم اپنا کام بھی کرتے رہتے ہیں، اور ساتھ ساتھ نماز بھی ہورہی ہے۔ جیسے: گھر میں عورتیں

کھانا پکاتی ہیں، اور اُدھر موبائل وغیرہ میں نظم بھی چل رہی ہے، یا قراءت چل رہی ہے، یا بیان چل رہا ہے، الغرض دونوں کام ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی دونوں کام ہوتے ہیں، نماز بھی ہورہی ہے، اور باہر گھومنا، پھرنا، دوستوں کی ملاقات کرنا، کھیت پر جانا، دکان پر جانا، سب کچھ ہورہا ہے۔

یہ ہماری نمازوں کا حال ہے۔ اللہ کرے ہماری نمازیں ایسی ہوجائے کہ اللہ اکبر کے بعد سلام تک اللہ کے سوا کوئی نہ آئے۔ ؎

کوئی نہ مجھ کو یاد رہے

تمام حاضرین قابلِ صد مبارک باد ہیں:

یہ مجمع پورا کا پورا اِس وقت اپنی نماز سیکھنے سکھانے کے لیے حاضر ہوا ہے۔ پروگرام کا عنوان نوجوانوں کا تھا، نوجوانوں کو جوڑنا مقصود تھا، لیکن الحمد للہ! اس وقت پچاس سال سے زائد عمر کے ہمارے بزرگوں کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ اپنی حاضری کے ذریعے یہ حضرات کہنا چاہتے ہیں کہ ہم نماز سیکھنے سکھانے کے اعتبار سے جوانوں جیسا جذبہ رکھتے ہیں، وہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمیں نماز سیکھنے سکھانے کا شوق اور ضرورت اتنی ہی ہے جتنی جوانوں کو ہے، بلکہ یہ حضرات کہہ رہے ہیں کہ ہمیں زیادہ ضرورت ہے، اس لیے کہ ہم اپنے پاؤں قبر میں لٹکا چکے ہیں، اللہ کے پاس جانے کا وقت قریب آچکا ہے، لہٰذا ہمیں نماز بنانے کی زیادہ ضرورت ہے، سب قابلِ صد مبارکباد ہیں۔ میں نوجوانوں سے کہوں گا کہ وہ اللہ کا شکر ادا کریں، اس لیے کہ معلوم نہیں آپ کی عمر کے دوسرے نوجوان کہاں کہاں ہوں گے، کوئی جدید ٹیکنالوجی (Technology) کے اندر مشغول ہوگا، کوئی موبائل کے اندر، کوئی کہاں اور کوئی کہاں۔

انٹرنیٹ زہریلے سانپ:

میرے نوجوان بھائیو! انٹرنیٹ (Internet) اور جدید ٹیکنالوجی میں یورپ کے بہت زہریلے سانپ بھرے ہوئے ہیں، جنہوں نے بے شمار لوگوں کو تباہ و برباد کردیا ہے، یہ آج کے زمانے کا بہت بڑا فتنہ ہے۔ بلاضرورت نیٹ اور موبائل کی گہرائی میں نہ جائیے! اللہ کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ نے ہمیں یہاں مسجد کے نورانی ماحول میں اپنی نمازوں کو سیکھنے سکھانے کے لیے جمع کردیا۔

مشق اور عملی تعلیم (Practice) کی ضرورت:

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وضو سیکھتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا کہ آؤ! میں آپ کو حضور ﷺ کا وضو سکھلاؤں، آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کر کے دکھایا اور فرمایا: یہ جناب نبی پاک علیہ السلام کا وضو تھا۔ (رواہ البخاری فی صحیحہ) دیکھیے! حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم وضو سیکھنے کی ضرورت محسوس کرتے تھے، بلکہ جبریل امین علیہ السلام نے آ کر نماز کے وقت کی تعیین کی اور دو دن آپ ﷺ کو نماز پڑھائی، پہلے دن شروع وقت میں اور دوسرے دن آخری وقت میں، اور پھر فرمایا: ان دو وقتوں کے درمیان نماز کا کُل وقت ہے۔ یعنی ہم نے آپ کو کل فجر کی نماز صبح صادق کے وقت پڑھائی تھی، اور آج طلوع آفتاب کے وقت پڑھائی، تو صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کا وقت فجر کا کُل وقت ہے، اسی طرح ہر نماز کے بارے میں بتلایا۔ (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما عن عقبۃ بن عمروؓ) دیکھیے! نبیوں کے سردار ﷺ کو سکھانے کی ضرورت پڑی، جبریل امین نے پریکٹکلی (Practically) طور پر آپ کو تعلیم دی، جبرئیل امین کی حیثیت مبلغ کی تھی۔ حالانکہ آپ ﷺ تو پوری دنیا کے لیے معلم بن کر تشریف لائے تھے

پوری دنیا کو سکھانے کے لیے آئے تھے، دراصل یہ بتلانا چاہتے تھے کہ پریکٹکلی (Practically) طور پر سیکھنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے، کوئی اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سنتوں پر عمل کا بہت اہتمام تھا، وہ ایک دوسرے سے سنتیں سیکھتے تھے۔

ہر شعبے میں نبوی تعلیم:

میرے بھائیو! استنجاء کیسے کریں؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اس میں کتنی سنتیں اور آداب ہیں؟ یہ سب سیکھنے سکھانے کی چیزیں ہیں، اس میں شرم وحیا مانع نہیں ہونی چاہیے۔ آپ ہی سوچیں کہ اگر جناب نبی پاک علیہ السلام ہمیں استنجاء کرنے کا طریقہ نہ سکھاتے، تو معلوم نہیں ہم کس کس طریقے سے استنجاء کرتے، اور ناپاک کے ناپاک ہی رہتے۔ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ ہمیں استنجاء کا طریقہ سکھلایا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے جب ایک یہودی نے طنزاً کہا تھا: "قدعلمکم نبیکم کل شیئ حتی الخراءۃ؟" کہ آپ کے نبی آپ کو پیشاب کرنے کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں، کیوں؟ (آپ کو یہ بھی نہیں آتا؟ یہ تو ہر ایک کی ضرورت ہے؟ ہر ایک آدمی پیشاب پاخانہ کرلیتا ہے؟ کیا وہ آپ کو بے وقوف سمجھتے ہیں؟) تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فخر کے ساتھ فرمایا: ہاں ہاں! (ہم اس میں بھی نبوی تعلیم کے محتاج ہیں)۔ (رواہ مسلم وغیرہ عن سلمان رضی اللہ عنہ)

اسلام کی ہر چیز میں کشش ہے:

یقین رکھیے! اسلام نے ہمیں استنجاء کرنے کا جو طریقہ سکھایا ہے، دنیا کی کسی قوم کے پاس اس سے بہتر طریقہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے پاس پانی پینے کا جو طریقہ ہے، دنیا میں کسی قوم کے پاس اس سے بہتر طریقہ نہیں ہے۔ الغرض ہماری ہر چیز میں اللہ نے بہت

طاقت اور کشش رکھی ہے۔

میرے بھائیو! دنیا کے حالات ہمارے سامنے ہیں، لیکن ایسے ناسازگار اور ناموافق حالات میں بھی "الحمدلله ثم الحمدلله" ایسے کٹر کٹر لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، جن کے باب میں اسلام کی کوئی امید بھی نہیں تھی، یہ کیوں؟ اس لیے کہ اسلام کی ہر چیز میں طاقت ہے، روحانیت ہے، ورنہ ہماری محنت بہت کم ہے، ہم سے زیادہ عیسائی محنت کرتے ہیں، ان کی مشنریاں (Missionaries) ہوتی ہیں، ان کے بڑے بڑے بجٹ ہوتے ہیں، کروڑوں کے، ملینوں کے، بلینوں کے بجٹ (Budget) وہ عیسائیت پھیلانے کے لیے لگاتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں ہماری محنت بہت کم ہے، لیکن اسلام اپنی روحانیت سے پھیل رہا ہے، اپنی اندرونی طاقت سے پھیل رہا ہے، اس لیے کہ اسلام زندہ مذہب ہے، اور زندہ آدمی کو چلانے کے لیے کسی دوسری طاقت کی ضرورت نہیں ہوتی، کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو مردہ ہو اس کو چلانے کے لیے طاقت کی ضرورت پڑتی ہے، مردہ کو ایک قدم چلانا ہو تو چار طرف سے پکڑنا پڑے گا، اور پھر جتنا چلائیں گے، اتنا ہی چلے گا پھر وہ گر جائے گا۔ یہ حال ہے دنیا کی دوسری چیزوں کا اور اسلام کا۔

اسلام کی روز افزوں ترقی اور اس کی بنیادی وجہ:

میرے بھائیو! اسلام کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل اس کی تعلیمات ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کو دیکھو اور اس کا مطالعہ کرو، استنجاء کرنے کا طریقہ، وضو کرنے کا طریقہ غسل کرنے کا طریقہ، کپڑے پہننے کا طریقہ، کھانے پینے کا طور وطریق اور تجارت کا طور و طریق، کھیتی باڑی کا طور وطریق، ملازمت کا طور وطریق، شادی بیاہ کا طور وطریق، ازدواجی اور میریٹل لائف (Marital life) کا طور وطریق، الغرض کوئی بھی شعبہ اٹھالو، اور دنیا کے

سارے مذاہب کی تعلیمات سے ان کا موازنہ کرو، معلوم ہوگا کہ دنیا کے کسی بھی مذہب کے پاس اتنی اچھی تعلیمات نہیں ہیں۔ اسی لیے آج اسلام زندہ ہے، زندہ ہی نہیں بلکہ روز افزوں ترقی کررہا ہے۔ بہت تیزی کے ساتھ دنیا میں پھیلنے والا سب سے پہلا مذہب اسلام ہے اور اس کی تین بنیادی وجہیں ہیں: (۱) اس کی تعلیمات قرآن وحدیث میں محفوظ ہیں۔ (۲) اسلام کی تعلیمات دل ودماغ کو مطمئن کرتی ہیں۔ (۳) اسلامی تعلیم زندگی کے ہر شعبے کو محیط اور گھیرے ہوئے ہے۔

ہر کام کے لیے تین اہم امور:

میرے بھائیو! ہم لوگ یہاں نماز سیکھنے سکھانے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ یاد رکھیں! کسی بھی کام کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: (۱) نیت (۲) محنت (۳) دعا۔

(۱)...... نیت: الحمدللہ نیت تو سب کرچکے ہیں، جب سے اعلان پڑھا اسی وقت سے کرچکے ہیں، اس کے لیے زبان سے نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ "میں انکلیشور جارہا ہوں، فلاں گاڑی میں بیٹھ کر، اس ڈرائیور کے پیچھے، بسم اللہ، اللہ اکبر"، ایسی کوئی نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کی نیت گھر ہی سے ہوچکی ہے اور نیت کرتے ہی اس کا اجروثواب ملنا شروع ہوچکا ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ کو نماز بہت پیاری تھی، سرکارِ دوعالم ﷺ کو نماز کی صفیں بہت پسند تھیں، جس دن آپ کا وصال ہوا، اور آپ دنیا سے پردہ فرماگئے، اس دن بھی آپ نے فجر کی نماز کے وقت پردہ ہٹایا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ مسجد میں جمع ہیں، صفیں بندھی ہوئی ہیں، تو اس منظر کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے۔ (رواہ البخاری عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ)

(۲)...... محنت: دوسرے نمبر پر محنت کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی کام کرنا ہو تو پہلے نیت ہوتی ہے، مثلاً: خریداری، شوپنگ (Shopping) کے لیے جانا ہے تو پہلے نیت کرتے

ہیں ،لسٹ بناتے ہیں، ذہن میں ارادہ کرتے ہیں کہ آج فلاں وقت اتنے بجے مجھے شوپنگ کے لیے جانا ہے، پھر بعد میں محنت شروع ہوتی ہے: تھیلی لینی پڑتی ہے، پیسے جیب میں رکھنے پڑتے ہیں، بارش کا موسم ہے تو چھتری لینی پڑتی ہے، کوٹ لینا پڑتا ہے، سردی ہو تو سویٹر (Sweater) لینا پڑتا ہے، یہ سب محنتیں ہوتی ہیں، یعنی ہر کام کے لیے محنت درکار ہوتی ہے۔

(۳)......دعا: تیسرے نمبر پر دعا ہے، سب کچھ کرلیا، لیکن دعا نہیں کی تو نقصان ہوسکتا ہے۔ مثلاً: آپ یہ سمجھیں کہ میرے پاس پیسے ہیں، میں سامان خرید کر آجاؤں گا۔ مگر اسلام نے تعلیم دی کہ ان شاء اللہ بولو، اس لیے کہ ہر چیز مشیت خداوندی پر موقوف ہے۔ بعض مرتبہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پیسہ ہے، تھیلی ہے، گاڑی ہے، اور کہہ رہے ہیں کہ میں شوپنگ کے لیے جارہا ہوں، واپس آئے تو پوچھا: کیا ہوا؟ کچھ لائے نہیں؟ تو کہا: ان شاء اللہ پیسے چوری ہوگئے، جیب کٹ گئی ان شاء اللہ۔ جب ان شاء اللہ بولنا چاہئے تھا تب بولے نہیں، اوراب کہتے ہیں: ان شاء اللہ جیب کٹ گئی، ان شاء اللہ پیسے چوری ہوگئے۔ الغرض کوئی بھی کام مشیت خداوندی کے بغیر نہیں ہوسکتا، ہماری لاکھ محنتیں ایک طرف اور اللہ کی مشیت ایک طرف، ہوگا وہی جو منظورِ خدا ہوگا۔

اے جگر وصل کی تدبیروں سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

الغرض مسجد سے باہر نکلنا، مسجد میں آنا، ایک لقمہ کھانا، ایک گلاس پانی پینا، یہ سب ہمارے بس کی بات نہیں ہے، جب تک اللہ کی مدد اوراس کا فضل وکرم شامل حال نہ ہو۔ تو پہلے نمبر پر نیت، دوسرے نمبر پر محنت اور تیسرے نمبر پر دعاء ہے۔

جیسی نیت ویسا ثمرہ:

ہر نماز سے پہلے ہماری نیت ہونی چاہئے کہ مجھے اچھی نماز پڑھنی ہے۔ نماز کا دارومدار وضو پر ہے، جیسا وضو ویسی نماز اور وضو کا دارومدار استنجا اور پاکی حاصل کرنے پر ہے، جیسا استنجا ویسا وضو، اور جیسا وضو ویسی نماز، بلکہ ہماری باہر کی زندگی کے اثرات نماز پر پڑتے ہیں، باہر ہماری زندگی جیسی ہوگی ویسی ہماری نماز ہوگی، اور جیسی نماز ہوگی ویسی باہر کی زندگی ہوگی، دونوں کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا ہے۔ آپ نے گاڑی کی ٹنکی میں جیسا پٹرول ڈالا ہوگا ویسا اثر گاڑی پر پڑے گا، بہت پیور (Pure) ہے، تو گاڑی اچھی چلے گی اور اگر اس میں ملاوٹ ہے، تو اس کا اثر بھی گاڑی پر پڑے گا۔ بوڑھے لوگ کہتے ہیں:

"જેવું અન્ન તેવી ડકાર" یعنی جیسا کھانا ہوگا ویسی ڈکار آئے گی، ویسے ہی جیسی نیت ہوگی ویسا ہی ثمرہ مرتب ہوگا۔ ہم لوگ وضو اور نماز پڑھنے کی نیت تو کرتے ہیں، لیکن ہم یہ نیت نہیں کرتے کہ مجھے اچھا وضو کرنا ہے، مجھے اچھی نماز پڑھنی ہے، مجھے اچھا رکوع کرنا ہے، اچھا سجدہ کرنا ہے، اچھی تلاوت کرنی ہے، حالاں کہ بدنیتی کی طرح بے نیتی کا بھی نقصان ہوتا ہے اس لیے سب ارادہ کریں کہ ان شاء اللہ ہم آج سے اسی طرح نیت کریں گے۔ مثلاً: وضو کے لیے بیٹھنے سے پہلے نیت کریں گے کہ اچھا وضو کرنا ہے، اس کا اثر آپ خود دیکھیں گے۔

ایک مثال......:

مثلاً: دو دوست بازار جاتے ہیں، ایک لسٹ اور تھیلی لے کر جاتا ہے اور دوسرا بغیر تھیلی کے صرف کمپنی دینے کے لیے، جب دونوں آئیں گے تو ایک تھیلی بھر کر آئے گا اور دوسرا خالی ہاتھ آئے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ پہلے کی نیت تھی شوپنگ کی اور دوسرے کی نیت

ہی نہیں تھی۔

اسی طرح ہم استنجاء کے وقت نیت کریں کہ ان شاء اللہ آج استنجاء سنت کے مطابق کرنا ہے، اسی طرح وضو سے پہلے، نماز وتلاوت سے پہلے اور ہر کار خیر سے پہلے احسانِ عمل کی نیت کریں۔

صرف نیت کافی نہیں ہے:

صرف نیت پر اکتفانہ کریں بلکہ محنت بھی کریں۔ اگر میں نیت کروں کہ مجھے شوپنگ کرنی ہے اور یہاں بیٹھ کر ہزار مرتبہ تسبیح پڑھوں کہ شوپنگ کرنی ہے، خریداری کرنی ہے، تو تھیلا بھر نہیں جائے گا، ہاں! اللہ کسی کو کرامۃً یوں ہی دے دے وہ الگ بات ہے، اللہ کی قدرت سے دور نہیں، لیکن سنۃ اللہ یہ نہیں ہے کہ آپ نیت کر کے بیٹھے رہیں اور تھیلا بھر جائے۔ نیت بھی کرنی پڑے گی، محنت بھی کرنی پڑے گی اور اس کے لیے تھوڑا سا وقت فارغ کرنا پڑے گا۔

استنجاء:

آج ہمارا موضوع نماز ہے، قبل اس کے کہ میں نماز اور اس کے متعلقات پر کلام کروں، طہارت سے متعلق کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔

ہم سب سے پہلے استنجاء پر کلام کرتے ہیں کہ ہمارا استنجاء کیسا ہونا چاہیے؟

میرے بھائیو! استنجاء خانے میں جو چپل پہن کر جائیں وہ ایسے میٹریل (Material) کی ہونی چاہیئے کہ وہ پانی اور پیشاب کو اپنے اندر جذب نہ کرے۔ چمڑے، ریگزن (Rexine) اور کپڑے کی چپلیں پیشاب کو جذب کرتی ہیں، لہٰذا چپل ایسے میٹریل کی ہو، جو

پیشاب وغیرہ کو جذب نہ کرے، مثلاً: پلاسٹک کی ہو، اگر پلاسٹک کی چپل ہوگی تو وہ اپنے اندر پیشاب کو جذب نہیں کرے گی۔ نیز چپل کا تلا (Sole) ذرا موٹا ہونا چاہیے، اگر تلا پتلا ہوگا، تو پھر نیچے سے پانی و پیشاب کا اثر اوپر تک آئے گا، اس لیے تلوا تھوڑا سا موٹا ہونا چاہیے۔ اسی طرح ہم جو لوٹا استعمال کریں، اس کی نلکی ذرا لمبی ہونی چاہیے تا کہ پانی شرمگاہ تک بآسانی پہنچ سکے پھر اگر دیسی (انڈین) ٹوئلیٹ (Toilet) ہو، تو وہاں بیٹھنے کا انداز ایسا ہونا چاہیے کہ پیشاب کی دھار کسی پتھر کے کنارے کے ساتھ نہ لگے۔ ایسی جگہ پر پیشاب کی دھار کو گرائیے کہ پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر نہ آئیں، اس کا تھوڑا سا خیال رکھ لیا جائے۔ اگر ہم نے اس کا خیال نہیں رکھا اور لا پرواہی سے کام لیا تو کتنی چھینٹیں اڑیں گی، ہمارا بدن بھی ناپاک ہوگا، کپڑے بھی ناپاک ہوں گے، اور چپل بھی ناپاک ہوگی، نیز کچھ ایریا (Area) ناپاک ہوگا۔

انگلش ٹوئلیٹ (English Toilet) استعمال کرنے کا طریقہ:

اور اگر انگلش ٹوئلیٹ (EnglishToilet) ہے، (کبھی کبھی اس کی ضرورت پیش آجاتی ہے، ہوٹل میں، ایئرپورٹ پر، ہوائی جہاز میں وغیرہ وغیرہ) تو ایسے موقع پر پریشانی ہوتی ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے یوز (Use) کریں، ایسے موقع پر اولاً کپڑے یا ٹیشو سے اوپر والا حصہ اچھی طرح صاف کرلیں، اور اس کے لیے کوئی دوسرا کاغذ یوز نہ کریں، بلکہ ٹوئلیٹ پیپر (Toilet paper) ہی استعمال کریں، ورنہ کاغذ کی ناقدری اور بے حرمتی ہوجائے گی، کاغذ کا احترام لابدی ہے، اس لیے کہ کاغذ لکھنے پڑھنے کی چیز ہے، یہ تعلیم کا آلہ ہے، لہٰذا اس کا ادب ضروری ہے۔ اس لیے کسی ردی کپڑے یا ٹیشو (Tissue paper) وغیرہ سے اوپر کا حصہ صاف کرلیں، نیز اندر ٹیشو پیپر ڈال دیجیے تا کہ پیشاب پاخانہ جب اندر جائے تو اس کی

چھینٹیں اوپر نہ اڑیں، جب آپ کو یقین ہو جائے کہ اب ایک بھی قطرہ پانی کا نہیں رہا تو پھر آپ کرسی پر بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر استنجاء کریں، کھڑے کھڑے پیشاب کرنا یہود ونصاریٰ کی عادت ہے۔ (اگر اوپر پاؤں رکھ کر بیٹھتے ہیں تو پھر گرنے کا اندیشہ رہے گا، اور نجاست، پیشاب پاخانے میں ملوث ہونے کا اندیشہ رہے گا)۔ استنجاء وغیرہ سے فراغت کے بعد اتنی دیر ٹھہر جائیں کہ قطرے ختم ہونے کا یقین ہو جائے۔ یہ سب چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں، لیکن ایک نمازی کے لیے یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ اگر استنجاء، طہارت اور وضوء کا معاملہ گڑبڑ ہے، تو پھر اس کا اثر پوری نماز پر پڑے گا۔

وضو:

دوسرے نمبر پر وضو ہے۔ وضو سے پہلے نیت کرلیں کہ مجھے اچھا وضو کرنا ہے، بغیر نیت کے بھی آپ کا وضو تو ہو جائے گا، مثلاً: آپ بارش میں بھیگتے ہوئے گھر سے نکلے، اور آپ کے اعضاء دُھل گئے، تو آپ کا وضو ہو گیا، لیکن اس وضو پر آپ کو ثواب نہیں ملے گا، کیوں کہ وضو کرنے کی نیت نہیں کی تھی، ہاں، آپ کی نماز ہو جائے گی۔ ہم لوگ جب نل یا حوض کے سامنے وضو کے لیے بیٹھتے ہیں، وہیں سے وضو کی نیت ہو جاتی ہے، اس لیے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے، اگر کسی نے زبان سے کچھ نہیں کہا، اور آستین چڑھا کر نل پر چلا گیا تو اس کی نیت ہو گئی اور اس کو وضو کا ثواب بھی ملے گا، اس لیے کہ اگر کوئی اسے پوچھے، آستین چڑھا کر کہاں جا رہے ہو بھائی؟ کیا ارادہ ہے؟ تو کہے گا: وضو کرنے جا رہا ہوں، بس اسی کا نام نیت ہے۔

نماز کی نیت کا کم سے کم درجہ:

نماز کا معاملہ بھی وضو ہی کی طرح ہے۔ کچھ ضروری نہیں کہ آپ منہ سے کہیں: "میں فلاں نماز پڑھتا ہوں، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، دائیں جانب یوسف بھائی اور بائیں

طرف اقبال بھائی، اور پیچھے فلاں صاحب، اور آگے امام صاحب" اس طرح کی لمبی چوڑی نیت کی ضرورت نہیں ہے، بس ظہر کی چار رکعت فرض پڑھتا ہوں، یہ دل میں ہو، زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں، اگر کسی نے زبان سے کہہ لیا تو یہ اولیٰ ہے، اور اگر نہیں کہا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بس اتنا استحضار ہو کہ کوئی آپ سے پوچھے: کیا پڑھ رہے ہو؟ تو آپ فوراً کہہ سکیں کہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں، ورنہ کسی نے نماز کے بیچ میں آپ کو چھیڑا اور کہا: کیا پڑھتے ہو؟ تو وہ سوچ میں پڑ گیا کہ ظہر کی پڑھتا ہوں یا عصر کی تو اس کی نیت نہیں ہوئی۔ اگر اتنا استحضار ہے، تو نیت ہو گئی، اور جب نیت صحیح ہو گئی تو نماز بھی صحیح ہو گئی، اور یہ نیت کا سب سے آخری درجہ ہے۔

اسلام بہت آسان مذہب ہے، یہ ایک فطری مذہب ہے، اسلام نے ہر شعبہ میں ہماری بہت رعایت کی ہے، ہمیں کوئی لمبا چوڑا کام سپرد نہیں کیا، دن بھر میں ہمیں صرف پانچ نمازوں کا مکلف کیا۔

نماز روزہ وغیرہ روحانی غذائیں ہیں:

یاد رکھیں! یہ نمازیں ہماری روحانی غذا کی حیثیت رکھتی ہیں، جیسے بدن اور بوڈی کو غذا کی ضرورت ہے، صبح ناشتہ، دوپہر کا کھانا، رات کا کھانا وغیرہ، اسی طرح ہماری روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے، اس کو بھی خوراک کی ضرورت ہے، اگر بوڈی کو غذا اور خوراک نہ ملے تو کمزوری آجائے گی، ویکنس (Weakness) آجائے گی۔ ہفتہ عشرہ پندرہ دن تک خوراک کم ہوتی چلی جاتی ہے تو آدمی کی بوڈی پر اثر پڑتا ہے، اگر اس سے پوچھا جائے: کیا ہوا؟ تو کہے گا: کمزوری آ گئی ہے، اس لیے کہ خوراک نہیں لی جا رہی ہے۔ آپ نے دیکھا

ہوگا اور سنا ہوگا کہ کبھی کوئی کسی کے ولیمہ میں جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: کھانے میں آدھا گھنٹہ دیر ہوگی، تو وہ کہتا ہے: بھائی! چکر آرہے ہیں! اب آدھے گھنٹے میں چکر آجاتے ہیں، تو آپ اندازہ لگایئے! جب ہماری روح کو غذا نہیں ملتی ہوگی تو اس کی کیا حالت ہوتی ہوگی؟ بعض گھرانوں میں مہینوں تک فجر کی نماز نہیں ہوتی، فجر کی نماز کا نور مہینوں تک نہیں آتا قرآن مجید مہینوں تک بعض گھرانوں میں نہیں کھلتا، جب روحانی غذا مہینوں تک نہیں ملتی ہوگی تو پھر روح کی کیا حالت ہوتی ہوگی؟ وہاں آدھے گھنٹے میں چکر آنے لگتے ہیں، تو روح کو بھی تو کھانا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری عمریں چالیس سال، پچاس سال، ساٹھ سال ہوگئیں، لیکن ہماری روح کی عمر پانچ سال، دس سال ہی ہے۔ اس لیے کہ روح کو جیسی غذا ملنی چاہیے وہ نہیں مل رہی ہے۔ روح کی غذا کیا ہے؟ نماز، روزے، حج، تلاوت، دعائیں تعلیم، درود شریف، یہ سب چیزیں ہماری روح کی غذا ہیں۔ ہماری نماز کائنات کی عبادات کا مجموعہ ہے۔ جسم مٹی سے بنا ہے تو جسمانی غذائیں اور ضروریات بھی زمین سے وابستہ ہیں اور روح آسمانی اور "أمرِ ربی" ہے تو روح کی غذائیں بھی آسمانی یعنی اعمال ہیں۔

نماز روحانی دوا بھی، روحانی غذا بھی:

الغرض یہ پانچ نمازیں رکھ کر اللہ نے ہماری روح کی غذا کا انتظام کر دیا ہے۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ مولانا! کیا اچھا ہوتا کہ پانچوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لیتے، پھر دن بھر کی چھٹی، میں کہتا ہوں کہ پھر گھر پر بھی ایسا کر لیجیے کہ ایک ہی مرتبہ سارا کھانا کھا لیجیے پھر کچن کو لاک (Lock) کر دیجیے کہ عورتوں کو بھی چھٹی اور ہر وقت کھانا پکانے کی جھنجھٹ ہی ختم۔ تو کہیں گے: نہیں نہیں! وہاں تھوڑی تھوڑی دیر بعد بھوک لگتی ہے، میں کہتا ہوں: روح کو بھی

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بھوک لگتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مریض دوائیں استعمال کرتے ہیں، صبح کی الگ، شام کی الگ، رات کی الگ، تو نماز میں بھی اسی طرح کا معاملہ ہے، اس میں ہماری روحانی شفا ہے، یہ روحانی دوا بھی ہے اور روحانی غذا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کو بھی وقفے وقفے سے رکھا ہے، ہر چار پانچ گھنٹے کے بعد نماز آتی ہے، اس لیے کہ چار پانچ گھنٹے ہم دنیوی کاموں میں لگتے ہیں تو دل پر تھوڑا میل کچیل آجاتا ہے، روح مکدر ہوجاتی ہے، اس تکدر اور میل کچیل کی صفائی کے لیے اور اس کو طاقت اور ٹونک (Tonic) دینے کے لیے اللہ نے نماز رکھی ہے۔

دراصل ہمیں روح کی کمزوری کا علم نہیں ہوتا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری روح بہت طاقتور ہے، میرے بھائیو! دنیا میں چونکہ کوئی ایسی لیبوریٹری (Laboratory) نہیں ہے جہاں روح کا چیک اَپ ہوتا ہو، جیسے: شوگر (Sugar) بی۔پی (B.P.)، کولسٹرول (Cholesterol) یورک ایسڈ (Uric acid) وغیرہ کے لیے لیب ہیں، ساری چیزوں کا چیک اَپ ہوتا ہے، لیکن روحانی صفات کے چیک اپ کے لیے کوئی لیب نہیں ہے۔ اگر کوئی لیب ہوتی تو پتہ چلتا کہ ہماری روحانی بیماریاں کتنی بڑھ چکی ہیں، ہماری روح کا معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے لیکن اللہ عزوجل کو معلوم ہے کہ ہماری روح کیسی بیماریوں کا شکار ہوتی ہے اور اس کے علاج کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، اس کو کیسے کیسے ڈوز کی ضرورت ہے، مثلاً: صبح کا وقت ہے، چار رکعت والا ڈوز کافی ہے، پھر ہم چار پانچ گھنٹے کاروبار میں لگتے ہیں تو ہم کاروبار میں لگ کر اللہ کو بھول جاتے ہیں، تو پھر اللہ نے ظہر کی نماز رکھی، پھر کچھ وقفہ کے بعد عصر کی نماز، پھر کچھ وقفہ کے بعد مغرب کی نماز، اور پھر عشاء کی نماز رکھی۔ اگر ہم ان نمازوں کی پابندی کریں گے تو دل کا میل کچیل صاف ہوجائے گا۔

اسلام ایک منظم سسٹمیٹک (Systematic) مذہب ہے:

میرے بھائیو! دنیا کی دوسری قومیں ہمیں للچائی نظروں سے دیکھتی ہیں کہ مسلمانوں کے پاس کتنا اچھا پروگرام ہے، یہ کتنا سسٹمیٹک (Systematic) مذہب ہے کہ ہر چند گھنٹے کے بعد اذان اور نماز ہے، پھر سب ایک ساتھ جمع ہوکر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ وہ بیچاری قومیں پریشان ہیں اور ہمیں للچائی نظروں سے دیکھتی ہیں اور ہم ہیں کہ اس کو بوجھ سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں تو کوئی سسٹم (System) ہی نہیں ہے، کسی پوجا پاٹ کا کوئی خاص وقت ہی نہیں ہے، جس کا جب جی چاہتا ہے آتا ہے۔

میرے بھائیو! اسلام کتنا مرتب، کتنا منظم مذہب ہے! جب جب، جن جن چیزوں کی ضرورت پیش آئی اللہ نے اُن کا انتظام کیا۔ گیارہ مہینے کے بعد روح کو بہت بڑے ڈوز کی ضرورت تھی تو اللہ نے رمضان کا مہینہ عطا فرمایا، روزے جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی، جو ہماری روحانی ترقی اور روحانی گراف (Graph) کو اونچا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پھر حج جیسی عظیم عبادت عطا فرمائی، جو اگلے پچھلے سارے گناہوں کے کفارے کا ذریعہ ہے۔ الغرض موقع موقع سے عبادات کا نظام بنایا۔

پانی کی فضول خرچی سے بچیں:

میرے بھائیو! وضو کے وقت بہت زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ اسراف نہ ہو، فضول خرچی نہ ہو، ہمیں اندازہ نہیں ہوتا کہ ہم کتنا پانی استعمال کرتے ہیں، ہم جتنا پانی استعمال کرتے ہیں، اس کو جمع کرلیں، پھر وزن کریں تو اندازہ ہوگا کہ ہم نے کتنا لیٹر پانی استعمال کیا۔ ہمارا حال یہ ہے کہ نل کھول کر بیٹھ جاتے ہیں، شروع سے لے کر پاؤں دھونے

تک نل کھلا ہی رہتا ہے، ہمیں ایک ایک قطرے کا اللہ کے یہاں حساب دینا ہے۔ پانی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کی قدر کیجیے! ہر عضو کو دھوتے وقت نل کھولیے، پانی لیجیے اور بند کر دیجیے۔ ہم مشکل سے دو لیٹر پانی کا صحیح استعمال کرتے ہیں، اور پانچ چھ لیٹریوں ہی ضائع کر دیتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ ہم جب اپنے گھر پر وضو کریں تب بھی نادرست ہے، حتی کہ ساحلِ سمندر بھی اسراف فی الماء صحیح نہیں ہے۔

گھر سے وضو کر کے آنے کی عادت بنائیں:

مسجد و مدرسہ کا جو پانی ہے وہ وقف کا مال ہے، اور وقف کے مال میں اسراف اور فضول خرچی بالکل حرام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر ہی سے وضو کر کے مسجد میں آئیں۔ جب آپ کسی کلیکٹر (Collector) یا کسی منسٹر (Minister) سے ملاقات کے لیے جاتے ہیں، تو وہاں جا کر ڈھونڈتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں دھونے کی جگہ کہاں ہے؟ باتھ روم کہاں ہے؟ وہاں مکمل تیار ہو کر جاتے ہیں، سو فیصد اَپ ٹو ڈیٹ (Up to date) ہو کر جاتے ہیں، اسی طرح جب مسجد میں آئیں تو بھی گھر سے تیار ہو کر آئیں۔ ہاں! اگر کوئی مسافر ہو، مہمان ہو، معذور ہو، باہر سے آنے جانے والے لوگ ہوں، وہ مسجد کا پانی استعمال کریں تو ٹھیک ہے، اگر مقامی لوگ بھی استعمال کریں تب بھی حرج نہیں ہے، جائز ہے، مگر اسراف اور فضول خرچی پر سخت روک ٹوک ہونی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ گھر ہی سے فارغ ہو کر آئیں۔

انگوٹھی ہلائیں:

نیز وضو کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہو تو اس کو ہلائیں اور اندر تک پانی پہونچائیں، اگر تھوڑی سی جگہ میں بھی پانی نہ پہنچا تو وضو نہ ہوگا۔

تین مرتبہ عضو کو مکمل دھونا سنت ہے، نہ کہ تین بار پانی بہانا:

نیز ہر عضو کو تین مرتبہ دھونے کی کوشش کریں، ہم تین مرتبہ عضو دھوتے ہیں مگر مکمل نہیں دھوتے، مثلاً: پہلی مرتبہ میں چہرہ کا کچھ حصہ، پھر دوسری مرتبہ میں کچھ حصہ، پھر تیسری مرتبہ میں کچھ، گویا تین مرتبہ میں مکمل چہرہ دھویا، جب کہ یہ ایک مرتبہ دھونا ہوا۔ لہٰذا اگر ہم نے مکمل عضو تین مرتبہ دھویا تو سنت ادا ہوگی۔ الغرض ایک مرتبہ عضو کو دھونا فرض اور تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ ہم یہ سمجھیں کہ ہم نے تین مرتبہ نل کے نیچے ہاتھ گھما دیا تو سنت ادا ہوگئی نہیں! تین کیا، پانچ مرتبہ بھی آپ ایسا کروگے اور ہاتھ ملوگے نہیں، تو فرض کی ادائیگی کا بھی خطرہ ہے۔ تین مرتبہ پانی ڈالنا الگ چیز ہے، تین مرتبہ ہر حصے کو پورا دھونا الگ چیز ہے۔

اگر ناخن بڑے ہوں تو......:

نیز اگر ناخن بڑے ہیں، اور ان میں میل کچیل ہے تو اس کو پہلے نکال لیجیے، ورنہ اس چمڑی تک پانی نہیں پہنچے گا جہاں تک پانی پہنچانا ضروری ہے، اور بایں صورت وضو ناقص رہے گا۔

نیل پالش (Nail polish) کرنے والی عورتیں:

اسی طرح جو عورتیں نیل پالش (Nail polish) کرتی ہیں ان کو چاہیے کہ ایسی چیزوں کو وضو سے پہلے نکال لیں ورنہ پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے وضو نہیں ہوگا۔

مسواک ایک عظیم سنت ہے:

میرے بھائیو! وضو کے دوران جناب نبی پاک علیہ السلام کی ایک بہت بڑی سنت مسواک ہے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسواک والی نماز بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا زیادہ اجر و ثواب رکھتی ہے"۔ (أخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ: (۱۳۷)،

واحمد فی المسند: (۶/ ۱۴۷)، والحاکم فی المستدرک: (۱/ ۱۴۶) وغیرہم عن عائشہؓ)

مسواک کی سنت ایک منٹ میں ادا ہوجاتی ہے، بلکہ اس سے بھی کم وقت میں اداہوجاتی ہے۔ اگرآپ نے ایک منٹ مسواک کر کے دورکعت نماز پڑھی تو گویا آپ کو ستر مرتبہ دورکعت نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ستر مرتبہ دورکعت نماز پڑھنی ہوتو کتناوقت چاہئے، کتنے گھنٹے چاہئے ، اور یہاں ایک منٹ مسواک استعمال کرنے سے ستر مرتبہ کا اجروثواب حاصل ہورہا ہے۔

مسواک کے فوائد:

اسی طرح مسواک کے بہتیرے فوائد ہیں، مثلاً: اللہ کی رضامندی کا ذریعہ ہے منہ کی پاکی کا سبب، اورموت کے وقت کلمہ نصیب ہوناوغیرہ وغیرہ۔ نیز طبی اعتبار سے بھی مسواک کے بہت سے فوائد ہیں۔

سنتوں کے فوائداوران کا اثر:

آج کے سائنس داں ایک ایک سنت کے اوپر ریسرچ کررہے ہیں اور ساری تگ ودواور جانفشانی کے بعد ان کے سامنے سنتوں کے فوائد روزِ روشن کی طرح عیاں ہورہے ہیں، امریکن ڈاکٹر کی ریسرچ ہے کہ لکڑی کی مسواک (Antibecteria) یعنی جراثیم ختم کرنے والی ہے۔ اوراسی کے نتیجے میں کئی لوگ مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ ہمیں جناب نبی پاک علیہ السلام کی سنتوں کواللہ کی رضامندی کے لیےاپنانا ہے، جس کے ضمن میں سارے طبی فوائد بھی حاصل ہوجائیں گے۔ اسی طرح وضومیں ، رکوع میں، سجدہ میں بےشمارفوائد ہیں۔ یہ ایک مستقل ٹوپک (Topic) ہے جس کے لیے طویل وقت درکار ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک واقعہ بیان کرتا چلوں: ایک آدمی وضو کر رہا تھا، اس نے گردن کا مسح کیا تو ایک ڈاکٹر وہاں آیا اور اس نے پوچھا: آپ کس ملک کے رہنے والے ہیں؟ کہا: فلاں ملک کا رہنے والا ہوں۔ کہا: آپ کے ملک میں پاگلوں کے کتنے دواخانے ہیں؟ اس نے سوچا: یہ عجیب آدمی ہے، پاگلوں کی گفتگو کرتا ہے! اس ڈاکٹر نے کہا: نہیں! آپ بتایئے کتنے دواخانے ہیں؟ تو کہا: ایک دو ہوں گے، پھر وضو کرنے والے نے پوچھا: آپ نے مجھے یہ سوال کیوں کیا؟ تو اس ڈاکٹر نے کہا: ہماری ریسرچ یہ بتلاتی ہے کہ جو آدمی دن میں تین چار مرتبہ گردن پر تَر ہاتھ پھیرتا ہے، وہ آدمی پاگل نہیں ہوتا، اللہ اکبر! یہ ایک مستحب عمل ہے، سنت نہیں، اس میں یہ فائدہ ہے کہ تین چار مرتبہ تَر ہاتھ پھیرنے والا پاگل نہیں ہوتا۔ آپ سوچیے! اللہ نے ہمیں کیا کیا نعمتیں دی ہیں۔ یوں سمجھیے کہ ہم اے-سی ہال (A.C.Hall) میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دنیا بیچاری گرمی سے پریشان ہے، مگر افسوس ہے کہ ہم کو اس کا احساس نہیں ہے، اس کی قدر نہیں ہے۔ سودی کاروبار کو حرام کر کے اسلام نے ہمیں خودکشی آتم ہتیا سے بچالیا، دنیا میں جو خودکشی کے واقعات پیش آرہے ہیں ان میں سے پچاس فیصد سے زیادہ سودی کاروبار کی وجہ سے پیش آرہے ہیں۔ اسلام نے شراب کو حرام کر کے ہمیں کلیجے کی بیماریوں (Liver disease) سے بچالیا ہے، کلیجے اور لیور کی بیماریاں شراب کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ”الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لو لا أن ھدانا اللہ“

وضو کے درمیان کی دعائیں:

وضو کے دوران جو دعائیں ہیں، شروع کی دعا، درمیان کی دعا، اور آخر کی دعا، یہ سب دعاؤں کے قیمتی خزانے ہیں، ”بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام“ کتنی

اچھی دعا ہے! ہر موقع پر شروع میں "بسم الله" آئی ہے، لیکن ہر ایک کی بسم اللہ الگ انداز کی ہے، وضو کے موقع کی بسم اللہ "بسم الله العظيم والحمد لله على دين الاسلام" (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے دین اسلام جیسا عظیم مذہب عطا فرمایا) وضو کے بیچ کی دعا ہے: "أللهم اغفرلي ذنبي ووسع لي في داري وبارك لي في رزقي" (رواہ النسائی وغیرہ عن أبی موسیٰؓ)، مکان کی وسعت، رزق کی وسعت اور گناہوں کی مغفرت کا سوال کیا جارہا ہے، کتنی قیمتی دعائیں ہیں۔ ہم ہزار آدمی مل کر بھی ایسی ایک دعا نہیں بنا سکتے اور حضور ﷺ نے ایسی قیمتی دعائیں ہمیں مفت میں عنایت فرمائیں، اس لیے دعاؤں کا اہتمام ہونا چاہیے۔ کوئی مستقل وقت نہیں لگانا ہے، وضو ہو رہا ہے اور آپ کی دعا بھی ہو رہی ہے بیت الخلا میں جانا ہے اور آپ بیت الخلا میں جانے کی دعا پڑھ رہے ہیں، بیت الخلا سے نکلنے کی دعا پڑھ رہے ہیں، بہت مختصر دعائیں ہیں، پندرہ پندرہ سکنڈ کی دعائیں ہیں، "أللهم إني أعوذبك من الخُبُث والخبائث" (رواہ البخاری عن أنسؓ)، "الحمدلله الذي أذهب عني الأذى وعافاني" (أخرجہ ابن ماجۃ عن أنسؓ) (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس گندگی سے نجات دی)۔

دعائیں اللہ کی نعمتوں کا شکرانہ ہیں:

کبھی کبھی پیشاب بند ہو جاتا ہے، قبض ہو جاتا ہے، ایک ایک پیشاب اور پاخانہ دس دس ہزار کا پڑتا ہے۔ ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جن کو دس ہزار کی ٹریٹمنٹ (Treatment) ہونے کے بعد پیشاب ہوا۔ اللہ نے ہمیں آسانی کے ساتھ اس مشقت سے نجات دے دی، مگر ہمیں اللہ کی اس نعمت کا خیال نہیں ہے۔ دعا پڑھ لیجیے! اس نعمت کا شکرانہ ہو جائے گا۔ ہم اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے محتاج ہیں، ہمارا اللہ کے ساتھ تعلق ہے اور اس تعلق اور

کونٹکٹ (Contact) کو یاددلانے کے لیے موقع موقع کی دعائیں ہیں، تا کہ ہمارا اللہ سے تعلق رہے، ہم اللہ سے کبھی الگ نہ ہوں، اس لئے کہ ہمیں اللہ کے فضل وکرم کی، اس کی مدد کی، اس کی رحمتوں اور برکتوں کی بہت ضرورت ہے۔

آمدم برسر مطلب:

آج ہمارا موضوع نماز ہے، تو ہم اسے تین حصوں پر تقسیم کردیتے ہیں: (۱) نماز کا ڈھانچہ (۲) نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں (۳) خشوع وخضوع۔

(۱) نماز کا ڈھانچہ:

پہلے نمبر پر نماز کا ڈھانچہ اور شکل وصورت ہے: یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کتنے اور کہاں تک اٹھانے چاہیے؟ ہمیں کیسے قیام کرنا چاہیے؟ کیسے رکوع کرنا چاہیے؟ کیسے سجدہ کرنا چاہیے؟ کیسے قعدہ میں بیٹھنا چاہیے؟ سجدہ میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے؟ رکوع میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟ قعدہ میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے؟ سلام پھیرتے وقت نظر کہاں ہونی چاہیے؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ نماز کا شیپ (Shape) اور نماز کی شکل وصورت ہے۔

سنن ومستحبات کو معمولی نہ سمجھیں:

ہم نے سنن، آداب اور مستحبات کو چھوڑ کر نماز کی بہت خوبصورت اور حسین شکل و صورت کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ نماز میں تو اتنی کشش اور اتنا ایٹرکشن (Attraction) ہے کہ کٹر سے کٹر غیر مسلم بھی ہماری نماز کو دیکھ کر للچائے گا، اس کا دل آپ کی طرف مائل ہوگا۔ آج اگرچہ ہماری نمازیں ٹوٹی پھوٹی ہیں، لیکن پھر بھی پانچ آدمی جب اسٹیشن پر نماز پڑھتے ہیں اور غیر مسلمین انہیں دیکھتے ہیں تو ان کی نگاہیں جم جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ یہ منظر

رات کی تنہائیوں میں بھی اپنے تصور و خیال میں دہراتے ہوں گے کہ کتنا اچھا لگ رہا تھا! واقعۃً ایک روحانی کشش تھی۔

ہماری نمازیں سنت کے انوار و برکات سے محروم:

میں یہ کہہ رہا تھا ہم نے سنن و مستحبات کو چھوڑ کر نماز کا ظاہری ڈھانچہ، نماز کا شیپ اور اس کی شکل و صورت بگاڑ دی ہے۔ ہماری نمازیں سنت کے انوار و برکات سے محروم رہتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: "من تهاون بالأدب عوقب بحرمان السنن، ومن تهاون بالسنن عوقب بحرمان الفرائض، ومن تهاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة۔" (شعب الإيمان للبيهقي: ۳۰۱۶، مدارج السالكين: ۲/۳۸۱) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بہت بڑے محدث گذرے ہیں، کبارِ محدثین میں ان کا شمار ہے، وہ یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آداب یعنی مستحبات کو چھوڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سنتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی ہم یہ سوچتے ہیں کہ یہ مستحب ہے اس لیے چھوڑ دیتے ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں: مولانا یہ تو مستحب ہے نا؟ اور یہ صرف اس لیے پوچھتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دیں تو چلے گا۔ یہ عمل اگرچہ مستحب ہے لیکن یہ لہجہ تحقیر ہے جو حرام ہے۔ یاد رکھیں! میں پھر کہتا ہوں، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: جو آج مستحب کو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو سنتوں سے محروم کر دیں گے اور جو سنتوں میں سستی برتے گا اللہ تعالیٰ اس کو فرائض سے محروم کر دیں گے اور جو فرائض کو چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت، پہچان، روحانیت کے نور اور اپنے تعلق سے محروم کر دیں گے، لہٰذا چھوٹی چیزوں کو ہم معمولی نہ سمجھیں، ہر چیز کا ایک مقام ہے۔ مثلاً: کبھی گاڑی رک جاتی ہے، انجن بگڑ جاتا ہے، جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ایک پندرہ روپے کا اسکرو (Screw) نکل گیا ہے، جس کی وجہ سے گاڑی نہیں چل رہی تھی۔ دیکھنے میں وہ پندرہ

روپیے کا اسکرو (Screw) تھا، مگر اس کے لیے ۲۰، ۲۵ رکلو میٹر تک جانا پڑا، اور پھر گاڑی چل پڑی۔ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی، ہر پرزہ کی اپنی اپنی جگہ پر ایک حیثیت ہوتی ہے، ایک پوزیشن (Position) ہوتی ہے۔ لہٰذا سنن اور مستحبات کو معمولی نہ سمجھیں!

میرے بھائیو! اسی طرح خیالات و وساوس نے ہماری نماز کی روح یعنی خشوع و خضوع اور دل و دماغ کی حاضری کو ختم کر دیا ہے۔ خیالاتِ دنیا میں ہم ایسے مست ہو جاتے ہیں کہ سلام پھیرنے تک ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم نماز میں ہیں۔ کوئی نمازوں میں فانوس کو دیکھنے میں مست ہے تو کوئی نقش و نگار اور ڈیزائن کو دیکھنے میں مست ہے۔ پھر نماز میں ہر ایک کا الگ الگ انداز ہوتا ہے، کوئی اپنے سر کو ایک طرف جھکائے ہوئے نماز پڑھتا ہے کوئی چمڑی پر کھجا رہا ہے، کوئی ڈاڑھی کھجا رہا ہے، کوئی اپنے کپڑوں سے کھیل رہا ہے، کسی کے قدم آگے پیچھے ہیں، کسی کے قدم دائیں بائیں ترچھے ہوئے ہیں، غرض یہ کہ ہر ایک کا الگ انداز ہے، اور خیالات کی دنیا تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

نماز جسمانی و روحانی عبادت:

میرے بھائیو! نماز شروع ہوتے ہی ساری نقل و حرکت ختم کر دیں! نماز دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ نماز جسمانی عبادت بھی ہے اور روحانی عبادت بھی، یعنی فیزیکل (Physical) عبادت بھی ہے، اس میں قیام، رکوع، سجود کا ایک خاص مسنون طریقہ ہے، اس طرح یہ جسمانی عبادت ہے۔ اور یہ روحانی عبادت بھی ہے کہ روح کی حاضری بھی ہو، خشوع و خضوع بھی ہو، گویا دونوں پچاس پچاس فیصد ہیں، جسم کو بھی استعمال کرنا ہے اور روح کو بھی۔ اب جہاں تک جسمانی عبادت کا تعلق ہے، تو ہمارے جسم میں اتنی ہی حرکت ہو جتنی حرکت کے ہم مامور ہیں۔ آپ قیام میں ایسے ہو جایئے جیسے کوئی مردہ کھڑا ہو، یا یوں کہہ لیجیے: جیسے پلر کھڑا

ہو، نہ کوئی نقل وحرکت ہو اور نہ کوئی ہل چل، کیا ہم ۱۰ رمنٹ اس طرح کھڑے نہیں رہ سکتے ہیں؟ ایک مرتبہ ایسی نماز پڑھ کر دیکھیں یقیناً آپ کو مسجد سے نکلتے ہوئے محسوس ہوگا کہ میں کچھ لے کر جارہا ہوں۔

حاتم اصمؒ کی نماز:

حاتم اصمؒ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں، ان سے عصام بن یوسف بلخیؒ نے پوچھا: آپ کیسی نماز پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: جب نماز کا وقت آتا ہے تو میں اچھے طریقے سے وضو کرکے اپنے مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہوں، اور نماز میں ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہوں اور یہ سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حاضر ناظر ہیں، کعبہ میرے سامنے ہے، داہنی طرف جنت ہے اور بائیں طرف جہنم، میرے پیچھے ملک الموت ہے......، اور یہ سوچتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے، اور رحمتِ خداوندی سے نماز کے قبول ہونے کی پوری امید ہے، لیکن میرے گناہوں کی وجہ سے نماز کے رد کیے جانے کا خطرہ بھی ہے۔ عصام بن یوسفؒ نے پوچھا: کیا آپ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا: میں ایسی نماز ۲۰ یا ۳۰ رسال سے پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر عصام رونے لگے اور کہا: میں نے ایسی نماز کبھی نہیں پڑھی؟

(احیاء علوم الدین للغزالی ۱: / ۱۷۹، تفسیر روح البیان ۱: / ۳۳، حلیۃ الاولیاء ۸: / ۷۴، تنبیہ الغافلین: ۵۳۸)

اللہ پاک ہمیں بھی جناب نبی پاک علیہ السلام اور ہمارے ان اسلاف کے طریق پر نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سارے مسائل کا علاج نماز میں ہے بشرطیکہ......:

میرے بھائیو! نماز سارے مسائل کا حل، ماسٹر کی (Master key) ہے، کوئی معمولی نعمت نہیں ملی ہے۔ ہم ہمیشہ روتے رہتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، گھر میں فلاں

بیمار ہے، کاروبار کا یہ حال ہے، فلاں کا یہ حال ہے۔ میں کہتا ہوں: نماز جیسی دولت جس قوم کو ملی ہو اسے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے! اس لیے کہ سارے مسائل کا حل نماز میں ہے۔ حضرات صحابہ ﷺ دو دو رکعت کے ذریعہ اپنی زندگی کے مسائل حل کرواتے تھے، آج بھی خدا کی قسم! وزیرِ اعظم اور پرائم منسٹر آپ کا وہ کام نہیں کر سکتا جو ۲ر رکعت نماز کر سکتی ہے آج بھی نماز میں وہ طاقت ہے۔ ہم لوگوں کے سامنے اپنے دُکھڑے سناتے رہتے ہیں روتے رہتے ہیں، اور جس کے سامنے آنسو بہانا چاہیے وہاں بہاتے نہیں۔ دنیا کے سارے لوگوں سے اپنے دُکھڑے سنائیں گے، مگر اللہ کے دربار میں آ کر ایک آنسو نہیں بہاتے۔ استعینوا بالصبر والصلوۃ قرآن مجید نے مسائل کا علاج صبر اور نماز بیان کیا۔ درحقیقت اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے، کمی ہماری طرف سے ہے۔ آپ ہی بتایئے! نماز کے ذریعہ سے کیا کام نہیں بنتا ہے؟ سارے مسائل کا حل نماز میں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ہماری نماز اللہ کی یاد کے ساتھ ہو، أقم الصلوۃ لذکری کے استحضار کے ساتھ ہو، جب نماز اللہ کی یاد کے ساتھ ہوگی تو پھر وہ کارگر ہوگی۔

اللہ کی یاد اور ذکر پوری دنیا کی روح ہے:

یاد رکھیں! اللہ کی یاد پوری دنیا کی روح ہے۔ یعنی پوری دنیا ایک بدن، بوڈی ہے اور اس بوڈی کی روح اللہ کا ذکر اور اس کی یاد ہے۔ اسی لیے جب روئے زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں رہے گا، اس وقت قیامت قائم ہو جائے گی، کیوں؟ اس لیے کہ دنیا کی روح نکل چکی۔ جس انسان کی روح نکل جاتی ہے اسے دفن کر دیتے ہیں۔

ایک کے بعد دوسری نماز زیادہ اچھی ہو:

بہر حال ہم نماز پڑھ کر اپنا محاسبہ کریں کہ دس منٹ کی نماز میں کتنی دیر ہم نے اللہ

کو یاد کیا؟ ہم میں سے ہر ایک تاجرانہ ذہن رکھتا ہے، جب ہم کاروبار کرتے ہیں، تو روزانہ حساب کرتے ہیں، کیا آیا، کیا گیا، کیا پایا، کیا کھویا؟ اسی طرح نماز میں بھی ہمیں حساب لگانا چاہیے کہ میں نے آج دس منٹ نماز پڑھی اس میں اللہ کو کتنی دیر یاد کیا؟ پھر دوسری نماز میں محاسبہ کریں، پھر تیسری نماز میں، اور کوشش یہ ہونی چاہئے کہ آنے والی نماز گزری ہوئی نماز کے مقابلے میں زیادہ اچھی ہو، ہم نماز پڑھ لیتے ہیں، اور جیسی پڑھی اسی پر قناعت کر لیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ ہمیں اجر وثواب کے حصول کی اور اللہ کو یاد کرنے کی حرص ہونی چاہیے، اور آگے بڑھنے کا جذبہ ہونا چاہیے۔ جیسے: کسی کے پاس ایک دکان ہوتی ہے، تو وہ سوچتا ہے کہ میری ۲/دکان ہو جائے، پھر جب دو ہوتی ہے تو تین کی فکر کرتا ہے، اس میں اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا، اس کے بالمقابل ہم دو چار رکعت نماز پڑھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے، ہم نے بہت کچھ کر لیا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ہمیں اس میں بھی آگے بڑھنا چاہیے۔ ایک کے بعد آنے والی دوسری نماز، دوسری رکعت، دوسرا سجدہ، دوسری قراءت غرض کہ ہر دوسرا رکن زیادہ اچھا ہو۔

(۲) نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں اور نمازوں میں مکتب کا حصہ:

(پہلی چیز یہ ہے کہ نماز کی ظاہری شکل وصورت سنت کے مطابق ہو) دوسری چیز یہ ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں صحیح ہوں، مثلاً: ہم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ میری ثناء صحیح ہے یا نہیں؟ میری التحیات صحیح ہے یا نہیں؟ ہم نے برسوں پہلے: پندرہ سال، بیس سال، پچاس سال پہلے مکتب میں ثناء والتحیات پڑھی تھی اور یاد کی تھی، غالباً ۸۰/فیصد لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے مکتب میں جو التحیات یاد کی تھی وہی التحیات اب بھی چل رہی ہے ۱۰/فیصد وہ لوگ ہیں جو جماعت میں جا کر الحمد للہ ترقی کرتے ہیں، اور پانچ دس فیصد مدارس

وجامعات میں جاکر ترقی کرتے ہیں، آپ سوچیں کہ مکتب والی ثناء والتحیات کتنی ٹوٹی پھوٹی ہوچکی ہوں گی، کتنا کلر (Colour) کرنے کی ضرورت ہے، کتنی رپیرنگ (Repairing) کی ضرورت ہے؟ ہم ہر چیز کی اوئلنگ (Oiling) اور سروس (Service) کرواتے ہیں، اسی طرح نماز کی بھی سروس کی ضرورت ہے۔ الغرض نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں: قراءت تسبیحات اور دعاؤں کی ادائیگی صحیح ہو۔

نماز کی ظاہری شکل وصورت کیسے درست ہو؟

ہماری نماز کا ڈھانچہ علماء، فقہاء اور مفتیان کرام کی تعلیم سے ٹھیک ہوگا، لہٰذا ہم علماء و مفتیان کرام کے پاس جاکر اپنا رکوع سجدہ دکھائیں۔ ایک مرتبہ میں راندیر میں مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک مدرسہ کے شیخ الحدیث (مدرسِ صحیح بخاری) آئے، اور کہا: حضرت! میں آپ کو اپنا رکوع دکھانا چاہتا ہوں، میرا رکوع دیکھیے اور اس میں پائے جانے والے نقص کی اصلاح فرما دیجیے۔ آپ اندازہ لگایئے! برسوں سے بخاری شریف پڑھانے والا ایک عالم، اپنے رکوع کی اصلاح کی ضرورت محسوس کرتا ہے، تو پھر ہمیں کتنی ضرورت ہونی چاہیے؟ اس کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ بہر حال نماز کا ظاہری ڈھانچہ مفتیان کرام اور علماء کرام کے ذریعہ صحیح ہوگا۔

نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں کیسے درست ہوں؟

اور نماز میں پڑھی جانے والی چیزیں: ثناء، التحیات، درود شریف، دعاء، دعائے قنوت، سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ وغیرہ وغیرہ قاری صاحبان اور امام مسجد کے ذریعہ صحیح ہوں گی۔

عربی زبان کی نزاکت اور تجوید کی ضرورت:

خیال رہے کہ عربی زبان بہت نازک زبان ہے، معمولی بھول چوک مسٹیک (Mistake) ہونے سے کہیں سے کہیں معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ مثلاً: آپ نے پڑھا: "الحمد للہ رب العلمین" اگر آپ نے "الحمد" (بڑی حاء سے) پڑھا تو معنیٰ ہوں گے: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں"، اور اگر "الھمد" (چھوٹی ہاء سے) پڑھا (نعوذ باللہ) تو معنیٰ ہوں گے: "پھٹا ہوا کپڑا اللہ کے لیے ہے" (نعوذ باللہ) اسی طرح "قلب" (بڑے قاف) سے پڑھیں گے، تو اس کے معنی ہیں: "دل"، اور اگر "کلب" (چھوٹے کاف سے) پڑھ لیا تو معنیٰ ہوں گے: "کتا"، یعنی معنی فاسد ہو جائیں گے، اور فسادِ معنی سے نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہے۔ آپ زیادہ فکر نہ کریں، ہم آپ کو زبردستی مدرسہ میں نہیں لے جائیں گے، مگر ہم آپ سے کہیں گے کہ آپ اپنی جگہوں پر رہتے ہوئے ہفتے میں ایک آدھ دن اپنے امام صاحب سے مل کر اپنا قرآن، تسبیحات اور دعاء وغیرہ سنائیں، اور جن اغلاط پر وہ متنبہ کریں ان کو نوٹ کر لیں، ان کی اصلاح کریں، اس طرح کچھ ہی دنوں میں آپ کی قراءت، دعائیں اور تسبیحات وغیرہ ٹھیک ہو جائیں گی، اور آپ کی نماز میں جان پیدا ہو گی۔ کل انتیس (۲۹) حروف میں سے آدھے حروف تو اپنے آپ درست ہو جائیں گے، چند حروف کے لیے تھوڑی محنت اور دھیان کی ضرورت ہے۔ قرآن کی صحت کے بارے میں عموماً بے توجہی برتی جاتی ہے، اب قرآن کی تصحیح کے لیے مدرسے، دار العلوم، قاری صاحبان ہر جگہ موجود ہیں۔

خشوع وخضوع:

اور تیسری چیز خشوع خضوع (دل ودماغ کی حاضری) ہے۔ یعنی اس بات کا خیال

رکھنا کہ نماز میں دنیوی وساوس وخیالات نہ لائیں، اس لیے کہ "المصلي يناجي ربّه" (نماز پڑھنے والا اللہ سے سرگوشی کرتا ہے) (رواہ الامام مالك بهذا اللفظ في (الموطأ) عن البياضي رضي الله عنه) اگر ہم خشوع وخضوع سے نماز پڑھیں گے، تو ہم محسوس کریں گے کہ ہم اللہ سے بات چیت کررہے ہیں۔ خشوع وخضوع گو شرطِ صحت نہ ہو لیکن شرطِ قبول ضرور ہے۔

خشوع وخضوع کیسے حاصل ہو؟

(۱) خشوع وخضوع کے حصول کے لیے اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کی صحبت کی ضرورت ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم جو کچھ پڑھیں اس کے پیچھے پیچھے چلیں، مثلاً: ابھی مجھے "الحمد" پڑھنا ہے، پھر "لله" پڑھنا ہے، پھر "رب" پڑھنا ہے، پھر "العالمین" پڑھنا ہے، ایک ایک رکن کی، ایک ایک کلمہ کی، ایک ایک حرف کی الگ نیت کرو، "مجھے اب رکوع کرنا ہے، مجھے اب سجدہ کرنا ہے"، پھر رکوع میں جائیں، تو یہ سوچیں کہ مجھے "سبحان" کہنا ہے، پھر "ربي" کہنا ہے، پھر "العظیم" کہنا ہے۔ اس کے لیے کوئی الگ وقت صرف نہیں کرنا ہے کہ اس کے لیے آپ آدھی منٹ کھڑے رہیں، بلکہ ایک ایک کلمہ کہتے کہتے دوسرے کلمہ کی طرف ذہن دوڑاتے چلے جایئے، جب آپ کا ذہن وہاں لگے گا تو باہر نہیں جائے گا، اصل میں دماغ کو خوراک چاہیے، اس کو ہر وقت کوئی کام چاہیے، ہم نماز کا کام دیتے نہیں تو پھر وہ باہر کا کام لے لیتا ہے، تو یہاں کام دے دیں، ہر حرف کے پیچھے چلنے کا کام دے دیں۔

(۳) پھر اگر کسی کو معنیٰ یاد ہوں تو وہ معنیٰ سوچے، اس کے ذریعہ بھی دل ودماغ نماز میں لگے گا۔ لیکن ہر ایک کو معنیٰ معلوم نہیں ہیں، اس لیے دوسرا طریقہ آسان ہے۔ خیالات

وساوس تو آئیں گے، آنا بُرا نہیں ہے، لانا بُرا ہے، اگر آجائے تو اس کے پیچھے نہ پڑیں۔ شیطان کہے گا کہ فلاں کام رہ جائے گا، اس کو کہو کہ وہ نماز کے بعد ہو جائے گا، ابھی تو ہوگا نہیں، اس کو مایوس کردو، نا امید کردو، اس کو منع کردو کہ جو کچھ ہوگا، آدھے گھنٹے کے بعد ہوگا۔ چور خالی گھر میں نہیں آتا، شیطان کو معلوم ہے کہ نماز کا ریٹ کیا ہے؟ اس کی قیمت کیا ہے؟ اس لیے وہ نماز خراب کرنے کے لیے نماز میں آتا ہے۔ ورنہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہندو لوگ "تپسیا" کرتے ہیں، دھیان جماتے ہیں، آپ دیکھتے ہوں گے، ندی کے کنارے بیٹھے ہیں، پچاس گاڑیاں جاتی ہیں، لیکن بالکل دیکھتے ہی نہیں، اور نماز میں ہم بالکل غافل ہوجاتے ہیں، ایسا کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ شیطان کو معلوم ہے کہ وہ ہندو تو میرا ہی کام کررہا ہے، وہ اپنا ٹائم ضائع نہیں کرے گا، وہاں جاؤں گا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، نماز میں جاؤں اور اس کو وہاں سے باہر لے جاؤں، اس میں میرا فائدہ ہے۔

(۴) چوتھا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے باہر کی زندگی میں بھی ہم اللہ کو یاد کیا کریں، اگر فجر سے لے کر ظہر تک آٹھ گھنٹوں میں "سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر" کا وِرد نہیں ہوا پھر ہم پندرہ منٹ کے لیے مسجد میں آئیں گے، تو اللہ کیسے یاد آئیں گے؟ باہر کی زندگی کا اثر نماز پر اور نماز کا اثر باہر کی زندگی پر پڑتا ہے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کا جوڑ ہے۔

(۵) پانچواں طریقہ یہ ہے کہ یہ سوچ کر نماز پڑھیں کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو، اور ممکن ہے کہ اب یہی نماز لے کر مجھے اللہ سے ملنا ہو، اگر ہم یہ سوچیں گے تو دھیان جمے گا، خشوع وخضوع اور دل ودماغ کی حاضری پیدا ہوگی۔

(۶) چھٹا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم گھر سے دعا پڑھ کر نکلیں، اور یہ نیت کر کے نکلیں (جیسا کہ وضو میں کہا تھا) کہ اچھی نماز پڑھنی ہے، فقط "نماز پڑھنی ہے" یہ نہیں۔

آپ سے کوئی پوچھے: کہاں جارہے ہو؟ تو آپ فوراً کہیں: اچھی نماز پڑھنے جارہا ہوں دعا کردیجیے! راستہ میں ایک دوسرے سے کہیں۔ جیسے کوئی بیمار ہوتو ہم ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ بیٹا بیمار ہے، دعا کردیجیے! کاروبار ٹھیک نہیں ہے، دعا کردیجیے! اسی طرح ایک دوسرے سے کہیے کہ میرا وضوا چھا ہوجائے اس کے لیے دعا کردیجیے، میری نماز اچھی ہوجائے اس کے لیے دعا کردیجیے، میرا رکوع اچھا ہوجائے اس کے لیے دعا کردیجیے، میری نماز دل ودماغ کی حاضری اور خشوع خضوع والی ہوجائے اس کے لیے دعا کردیجیے، خود بھی دعا کریں اور اصلاحِ نماز کے لیے صدقات خیرات بھی کریں۔

نماز کی اصلاح کے لیے صدقہ کریں:

میرے بھائیو! ہماری نماز ٹھیک نہیں ہے، یہ کوئی کم مصیبت ہے؟ بیٹا بیمار ہے اس کو ہم مصیبت سمجھتے ہیں، کاروبار صحیح نہیں ہے اس کو ہم مصیبت سمجھتے ہیں، گھر نہیں ہے اس کو ہم پریشانی سمجھتے ہیں، لیکن نماز صحیح نہیں ہے اس کو ہم مصیبت و پریشانی نہیں سمجھتے، اور اس کے لیے دعا کی درخواست نہیں کرتے۔ گھر میں بیٹا بیمار ہے اس کے لیے ہم صدقہ کرتے ہیں، مگر نماز......، لہٰذا گاہے گاہے اس نیت سے بھی دس بیس روپئے، پچیس پچاس روپیے صدقہ کریں کہ اے اللہ! میری نماز صحیح کردیجیے۔

ہم شربت کی جگہ رنگین پانی پیش کرتے ہیں:

میرے بھائیو! اگر ہم سے کوئی کہے: شربت پلائیے! ہم نے شربت کے بجائے لال رنگ ڈال کر رنگین پانی پیش کردیا تو بتائیے! وہ کیا کہے گا؟ وہ گلاس گرادے گا اور کہے گا: یہ شربت لائے ہو! تم میرے ساتھ مذاق کررہے ہو؟ یقیناً ہماری نمازوں کا یہی حال ہے

ہم شربت کی جگہ رنگین پانی پیش کرتے ہیں، وہ تو اس کا فضل ہے کہ ایسی بھی قبول کر لیتا ہے۔ اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے، مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اس مجلس کا مقصد مایوس کرنا نہیں ہے، بلکہ فکر اور توجہ دلانا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز:

میرے بھائیو! یہ مسجد اللہ کا گھر ہے، اس میں اللہ کی حکومت ہے، یہاں غریب اور امیر سب برابر ہیں، اگر غریب جلدی آیا تو اس کو پہلی صف میں جگہ ملے گی، اور امیر دیر سے آیا تو اس کو اس کے عمل کے اعتبار سے جوتوں پر بیٹھنا پڑے گا، یہاں سب کی بڑائی مٹ جاتی ہے، غریب کو بھی یہاں آکر حوصلہ ملتا ہے کہ مجھے یہاں کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

امام ابو یوسف رحمہ کا تفقہ:

ہارون رشید نے اپنی بیوی زبیدہ سے کہا کہ آج کی رات تم میرے ملک میں اور میری حکومت میں رہو گی تو تم کو طلاق، ہارون رشید کی حکومت اس وقت بہت پھیلی ہوئی تھی، تو کہا: میری حکومت میں آج کی رات گذاری تو تجھے طلاق۔ اب جائیں تو کہاں جائیں؟ ہوائی جہاز کا تو وہ زمانہ نہیں تھا، اب چلنا شروع کریں یا اونٹ اور گھوڑے پر سواری کریں تو کہاں تک کریں، اس کی حکومت کا تو کنارہ نہیں!!! امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: تم مسجد میں رات گذارو! اس لیے کہ مسجد میں اللہ کی حکومت ہے، ہارون رشید کی نہیں، "للہ الواحد القہار"، وہاں اللہ کی حکومت ہے، اگر تم مسجد میں چلی گئیں تو تم ہارون رشید کی

حکومت سے نکل گئیں، لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔

مسجد اور مصلیوں کی صحبت کی نیت کریں:

میرے بھائیو! نماز کی ادائیگی کے لیے جاتے وقت ہم مسجد اور واردینِ مسجد کی صحبت کی نیت کریں، اس لیے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، یہ بیت اللہ اور کعبۃ اللہ کی برانچیں ہیں شاخیں ہیں، مسجد پاور ہاؤس ہے، سب کا تعلق بیت اللہ سے ہے، سب کا رخ بیت اللہ کی طرف ہے۔ دیکھئے! ہم تو کبھی کبھار قبلہ کی جانب منہ کر کے بیٹھتے ہیں لیکن ہماری مسجدیں چوبیس گھنٹے قبلہ کی جانب منہ کر کے بیٹھی ہیں۔ اندازہ لگائیں! ان میں کتنی برکتیں آرہی ہوں گی، ان میں کتنے سجدے، نمازیں اور تلاوت واذکار ہوتے ہیں۔ مسجد روئے زمین پر سب سے پاکیزہ مقام ہے، لہٰذا اللہ کے گھر جانے کی نیت کریں کہ میں اللہ کے گھر جارہا ہوں۔ پھر یہ نیت کریں کہ مجھے نیک لوگوں کی صحبت ملے گی، اس لیے کہ سارے نمازی نیک ہیں، نیز وہاں فرشتے ہوں گے، فرشتوں کی صحبت ملے گی، ملائکۂ رحمت کی صحبت ملے گی۔ اسی طرح میں اپنے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کروں گا، کوئی بیمار ہوگا تو اس کی خبر پرسی کروں گا، عیادت کروں گا، تعلیم ہوگی، بیان ہوگا، مجلسِ وعظ ہوگی تو میں اس میں بیٹھوں گا، میں اپنے اعمال کو صحیح کروں گا، ایمان کو صحیح کروں گا، ڈھیر ساری نیتیں کر سکتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ افادہ اور استفادہ کی نیت کریں۔

نماز سے پہلے نماز کو سوچیں:

میری رائے یہ ہے کہ اذان ہوجانے کے بعد اگر ہو سکے تو موبائل کی سوچ (Switch) کو آف (Off) کردیں، ان شاء اللہ نماز اچھی بنے گی، نماز سے پہلے نماز کا دھیان بنانا پڑے گا۔

حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے: "نماز سے پہلے نماز کو سوچو! تو نماز میں جان پڑے گی۔ انتظار والی نماز مضبوط ہوتی ہے۔"

ہم انتظار والی نماز پڑھیں:

"انتظار والی نماز پڑھو" کا کیا مطلب؟ دس منٹ پہلے جماعت خانے میں آئیں! ہمیں انتظار کرنا پڑے کہ نماز میں ابھی پانچ منٹ کی دیر ہے، ابھی چار منٹ، ابھی تین منٹ، اس نماز میں مزہ آئے گا۔ انتظار والی نماز مضبوط ہوتی ہے، بھاگتے دوڑتے آگئے رکعت باندھ لی، خوش ہوگئے، بھاگتے دوڑتے استنجاء کرنا، بھاگتے دوڑتے وضو کرنا، بھاگتے دوڑتے نماز کو پالینا یہ ہمارا معمول بن چکا ہے، یاد رکھیں! ایسی نمازیں جاندار نہیں ہوتیں انتظار والی نماز جاندار اور مضبوط نماز ہوا کرتی ہے۔

سنن قبلیہ و سنن بعدیہ کا کردار:

نماز سے پہلے نماز کا ذہن بنائیں، (EasycomeEasygo) جو چیز آسانی سے آتی ہے جلدی ہاتھ سے نکل بھی جاتی ہے، دوڑتے بھاگتے مسجد میں آگئے تو "اللہ اکبر" کہتے ہی فوراً باہر بھی پہنچ جائیں گے، جہاں سے آئے (ذہنی اعتبار سے) وہیں چلے جائیں گے، اور اگر تھوڑی دیر پہلے آئے ہیں تو نماز میں توجہ رہے گی۔ نمازوں سے پہلے جو سنتیں رکھی ہیں وہ اسی لیے رکھی ہیں کہ ہمیں فرض نماز پڑھنی ہے، اللہ کا ایک فریضہ ادا کرنا ہے، اگر ہم سنت پڑھیں گے، تو آدھا دل و دماغ ہمارا حاضر ہوجائے گا، اب آدھی محنت کرنی پڑے گی۔ ہم تجربہ کرکے دیکھیں، سنت پڑھے بغیر ظہر کی نماز میں شامل ہوں اور سنت پڑھ کر ظہر کی نماز میں شامل ہوں دونوں میں ہمیں واضح فرق نظر آئے گا۔ الغرض یہ سب ذہن بنانے کے لیے ہیں، نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے لیے ہے۔ تحیۃ الوضوء بھی اسی لیے ہے، اور سنن

قبلیہ بھی اسی لیے ہے اور بعد والی سنتیں بھی اسی لیے رکھی گئی ہیں تاکہ کمی کی ریکوری (Recovery) ہو، جو کچھ کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو، اور تاکہ سلام پھیرتے ہی آدمی دکان میں نہ چلا جائے، بلکہ یہ خیال رہے کہ ابھی تو مجھے نماز پڑھنی ہے، نماز والا ذہن باقی رہے گا۔

نہ خوش نیتی نہ بدنیتی، بلکہ بے نیتی:

میرے بھائیو! گھر سے چلتے وقت یہ ذہن بنائیں، یہ نیتیں کریں، جن کا میں نے ذکر کیا۔ ہم لوگ بری نیتیں لے کر مسجد میں نہیں آتے، مگر اچھی نیت لے کر بھی نہیں آتے۔ نہ بدنیتی ہے، نہ خوش نیتی ہے، بلکہ بے نیتی ہے۔ ہم بغیر نیت کے چلتے رہتے ہیں، اذان ہوئی وضو کیا اور بغیر کسی نیت کے مسجد میں آگئے، بس نماز کی نیت کی ہے۔

اللہ کے خزانے دینے کے لیے کھلے ہوئے ہیں، مانگنے والے کی کمی ہے۔ ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں ❁ راہ دکھلائیں کسے رہ روِ منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے جوہرِ قابل ہی نہیں ❁ جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں ❁ ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

نماز سے پہلے سارے کاموں سے فارغ ہو جائیں:

اب نماز کے لیے صف میں کھڑے ہو گئے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے ان ساری چیزوں سے فارغ ہو جائیں جو نماز میں خلل پیدا کر سکتی ہیں۔ مثلاً: پیاس لگی ہے تو پانی پی لیں، بھوک لگی ہے تو کھانا کھا لیں، نیند آ رہی ہے تو نماز سے پہلے تھوڑی دیر آرام کر لیں کھجلاہٹ ہے تو کھجلا لیں، بٹن لگا لیں، پائجامہ برابر کر لیں، کھنکھارنا ہو تو پہلے کھنکھار لیں بنیان ٹھیک کرنا ہے تو ٹھیک کر لیں، ٹوپی ٹھیک کر لیں، ساری چیزیں ٹھیک کر کے نماز شروع

کریں، اس لئے کہ اب ہم اللہ کی ملاقات کرنے جارہے ہیں، اب درمیان میں ٹوپی نہیں آئے گی، ڈاڑھی بھی نہیں آئے گی، ازار وقمیص بھی نہیں آئے گی۔ بعض لوگ نماز میں جب رکوع سے سجدہ میں جاتے ہیں تو شلوار پکڑے رکھتے ہیں، ہمیں کہنا پڑتا ہے: بھائی! اسے چھوڑ دو، کوئی نہیں لے جائے گا آپ کی شلوار اور پینٹ۔ الغرض نماز سے پہلے ساری چیزوں سے فارغ ہوجائیں۔ نماز سے پہلے کسی سے یہ نہ کہیں کہ یوسف بھائی! نماز کے بعد مجھے آپ سے کام ہے ملنا ہے، خاص طور سے چھوٹے آدمی کو مت کہو، اس لیے کہ چھوٹا آدمی سوچتا ہے کہ معلوم نہیں کیا ہوا ہوگا؟ میں نے کوئی قصور کیا ہوگا؟ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہوگی؟ معلوم نہیں اب مجھ سے یہ کیا کہے گا؟ یہ سارے خیالات اسے پریشان کریں گے۔ اب رہا یہ کہ وہ شخص چلا جائے گا، تو اس کے پیچھے نماز پڑھو، لیکن ہرگز نماز سے پہلے اسے یہ مت کہو کہ نماز کے بعد مجھے ملنا۔ مثلاً: استاذ اگر شاگرد سے یہ کہے کہ نماز کے بعد مجھے ملنا، پھر تو اس کی پوری نماز اسی میں چلی جائے گی۔ اسی لیے کہا کہ کھانا پہلے کھالو، اس لیے کہ کھانا پہلے نہیں کھاؤ گے تو پھر پوری نماز کھانا بن جائے گی، تو یہ اچھا ہے کہ ہمارا کھانا نماز بنے (یعنی آپ کھانا کھارہے ہوں اور آپ کا دل ودماغ نماز میں لگا ہوا ہو) یا یہ اچھا ہے کہ ہماری نماز کھانا بنے؟ بس! نماز سے پہلے سارے کاموں سے فارغ ہوجائیں۔ غیر ضروری نقل وحرکت لگاتار تین مرتبہ کرنے پر نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

نیز موبائل کو نماز کے وقت خدا کے واسطے بالکل بند کردیں، اس لیے کہ ۲۰۰/مصلیوں میں سے ایک کی رِنگ (Ring) بجی تو پچاس کی نماز خراب ہوگی، ہم ذمہ دار ہوں گے کروڑوں روپے کی نماز ضائع ہوگی۔ یہ کوئی معمولی عبادت نہیں ہے، بہت قیمتی عبادت ہے

دنیا میں اس کا حساب لگانا ممکن نہیں ہے، آپ کا کیلکیو لیٹر (Calculator) حساب لگانے میں فیل ہو جائے گا کہ کتنی قیمتی عبادت ہے۔ دو رکعت نماز کے سامنے یہ زمین و آسمان چھوٹے ہیں، یعنی زمین آسمان کا ٹوٹ جانا یہ چھوٹی چیز ہے، لیکن ایک نماز کا چھوٹ جانا بہت بڑی چیز ہے، نماز بہت قیمتی چیز ہے، یہ اللہ کا احسان ہے کہ نماز جیسا ہتھیار ہمیں دے دیا۔ لہٰذا نماز سے پہلے ساری دنیوی چیزوں سے، ساری خلل انداز اشیاء سے ہم فارغ ہو جائیں۔

نیت کا وقت الگ اور تکبیر تحریمہ کا وقت الگ:

پھر تکبیر تحریمہ "اللہ اکبر" کہنے سے پہلے ہم نیت کر لیں کہ میں ظہر کی چار رکعت نماز سنت یا فرض پڑھتا ہوں، جو لوگ کھڑے ہونے کے بعد ہاتھ اٹھا کر کافی دیر تک نیت کرتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ کھڑے ہوتے ہی نیت کر لیں کہ میں ظہر کی چار رکعت سنت پڑھتا ہوں، پھر ہاتھ اٹھا کر کہیں "اللہ اکبر" یہ نہیں کہ آپ "اللہ اکبر" کے لیے ہاتھ اٹھا رہے ہیں، اور ساتھ میں نیت کر رہے ہیں، اس صورت میں تو تکبیرِ تحریمہ اور نیت ساتھ میں جمع ہو جاتی ہے، یہ جمع نہیں ہونی چاہئے۔ تکبیر تحریمہ کا الگ وقت اور نیت کا الگ وقت، لہٰذا آپ کے جب ہاتھ نیچے ہوں اس وقت نیت کر لیں، پھر بعد میں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہیں۔

(میں یہاں دو باتیں عرض کرتا ہوں: (۱) ایک بات تو یہ کہ اس وقت یہاں جو مسائل بیان کیے جا رہے ہیں وہ حنفی مسلک کے مطابق ہیں، کوئی دوسرے مسلک کا آدمی ہو تو ان کو اپنے مسلک کے مفتیان کرام سے پوچھنا چاہئے۔ (۲) دوسری بات یہ کہ بیماروں کے لیے بہت سی رخصتیں ہیں، ان کو شریعت نے بہت گنجائش دی ہے۔ یہاں تندرستوں کے

احکام بیان کیے جارہے ہیں، جس کی جیسی اور جتنی بیماری ہوگی اتنا ہی وہ عندالشرع معذور ہوگا۔ جو معذور ہے، اس کو مفتیان کرام اور علماء عظام سے رجوع کرنا چاہیے)

ہاتھ اٹھانے کا طریقہ:

پھر ہاتھ اٹھاتے وقت ہماری انگلیاں قبلہ کی طرف ہونی چاہئے۔ المیہ یہ ہے کہ ہماری مسجد میں جتنے مصلی ہوتے ہیں اتنے ہی طریقے ہوتے ہیں، حالانکہ حضور ﷺ نے ہمیں ایک طریقہ دیا ہے، اور وہ یہ کہ دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھانا ہے، اس حال میں کہ دونوں ہتھیلیاں قبلہ سمت ہوں۔ کبھی گھر پر آئینہ کے سامنے کھڑے ہوکر دیکھ لیجیے کہ میرا ہاتھ برابر ہوا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ ہاتھ پوری طرح کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا سا اشارہ کر دیتے ہیں، بعض لوگ کان کی لَو کو ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں، یہ غلط ہے۔

ہاتھ باندھنے کا طریقہ:

پھر جب نماز کے لیے کھڑے ہوں تو ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ رہے گا کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھیں، اور خنصر (چھوٹی انگلی) اور ابہام (انگوٹھے) سے بائیں ہاتھ کے پہنچے پر حلقہ بنائیں، اور بقیہ تینوں انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھیں۔

قیام میں نگاہ کہاں ہو؟

قیام میں نگاہ سجدہ کی جگہ ہونی چاہیے۔ بہت سے لوگ قبلہ کی طرف دیکھتے رہتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے، کچھ لوگ آگے پیچھے دیکھتے رہتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے، کچھ لوگ بالکل پاؤں پر دیکھتے ہیں، اور بعض لوگ اتنا نیچے دیکھتے ہیں کہ ان کی ڈاڑھی سینہ سے لگ جاتی ہے، یہ بھی بالکل غلط ہے، سنت یہ ہے کہ سجدہ کی جگہ نگاہ رکھیں، سر کو اونچا نیچا نہ کریں۔

اسی طرح رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ الغرض تمام ارکان سنت کے مطابق ادا کریں۔ اس کا تعلق مشق سے ہے۔

سنن کے ترک کی عادت بنالینا مکروہ ہے:

یاد رکھیں! سنتوں کو چھوڑنے کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔ ہم نے عادت بنالی ہے کہ روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور روزانہ خلافِ سنت ہاتھ باندھتے ہیں، سجدہ کی جگہ کو دیکھنا مصلے کے بیچ میں اور صف کے بیچ میں دیکھنا یہ تو ٹھیک، بلکہ اپنے سینے اور پیٹ کو دیکھتے ہیں بعض لوگوں کا پیٹ موٹا ہوتا ہے تو وہ پیٹ ہی کو دیکھتے رہتے ہیں، اس طرح ہمیشہ سنت کو ترک کرتے ہیں، اور ترکِ سنت کے عادی ہو جاتے ہیں، اور دائمی سنتوں کا ترک یہ مکروہ ہے۔

نماز کی غلطی کو معمولی نہ سمجھیں:

نماز میں جو غلطی ہوتی ہے وہ ایک نہیں رہتی بلکہ بے شمار ہو جاتی ہیں۔ مثلاً: قومہ میں، رکوع میں، سجدہ میں، قعدہ میں ہماری غلطی ہو رہی ہے، ہر رکعت میں ہمیں قومہ اور جلسہ کرنا ہے، اور دونوں واجب ہیں۔ جلسہ اور قومہ میں ایک سبحان اللہ کی مقدار بیٹھنا اور کھڑے رہنا واجب ہے، اگر اتنی مقدار بھی نہیں ہوگی تو جلسہ اور قومہ نہیں ہوگا۔ بعض فوراً دوسرے سجدہ میں چلے جاتے ہیں، اس طرح کرنے سے ایک واجب چھوٹ جاتا ہے۔ اب دیکھئے! ایک رکعت میں ایک واجب چھوٹا، چار رکعت میں چار واجب چھوٹے، بارہ رکعت میں بارہ واجب چھوٹے اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ میری نماز ہوگئی، فرض واجب سب ہو گیا، ہاں! کوئی چھوٹا موٹا مستحب عمل چھوٹا ہوگا، حالانکہ واجب چھوٹا ہے، نماز واجب الاعادہ ہوئی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے قومہ اور جلسہ میں جلدی کرنے پر صحابیؓ کو نماز دہرانے کا حکم دیا ہے۔ واجب چھوٹنے پر نماز

کو دہرانا واجب ہے، کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر نماز میں ہماری ایک غلطی ہوتی ہے تو اب دن کی پانچ نمازیں ہیں، پانچ نمازوں میں ہم ۴۸/رکعت پڑھتے ہیں: سترہ رکعت فرض تین رکعت واجب، اور بارہ رکعت سنتِ مؤکدہ، اور سولہ رکعت سنتِ غیر مؤکدہ (کل ۴۸/ رکعت)۔ اب اگر رکوع کے بعد ہمارے قومہ کا انداز صحیح نہیں ہے تو گویا ہمارے ۴۸/ واجب چھوٹے اور ہمیں پتہ نہیں کہ کتنا بڑا نقصان ہوا ہے، اس لیے نماز کی غلطی کو ہم معمولی نہ سمجھیں۔ دوسرے کسی عمل میں غلطی ہوتی ہوگی تو وہ کم ہوسکتی ہے، لیکن یہاں تو ہر روز کی ۴۸/غلطی، سجدہ کی غلطی ہے تو رات دن کے ۹۶/سجدوں کی ۹۶/غلطیاں ہوں گی۔ اب آپ ہفتہ، مہینہ، سال کا حساب لگائیں، اور پھر زندگی کا حساب لگائیں! کتنی غلطیاں ہوتی ہیں، ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔

ہمیں نماز کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہے:

نماز میں ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہیں، لہٰذا اطمینان سے کھڑے رہیں۔ ہم کسی کلیکٹر یا کسی اور بڑے آدمی کے سامنے بیٹھتے ہیں تو کھجلانے کی ضرورت کے باوجود نہیں کھجلاتے، اور دربارِ خداوندی میں بلا جھجک کچھ بھی کرتے ہیں، دراصل ہمیں نماز اور دربارِ خداوندی کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہے۔

نماز کے باب میں امت کے تین طبقات:

نماز کے باب میں امت کے ۳/طبقے ہیں: ایک طبقہ تو وہ ہے جو بالکل نماز سے دور ہے، صرف جمعہ اور عیدین ہی میں نظر آتا ہے، ایک طبقہ وہ ہے جو کبھی پڑھتا ہے اور کبھی نہیں، یعنی فرصت کے اوقات میں اور موڈ میں ہو تو پڑھتا ہے ورنہ نہیں۔ اور تیسرا طبقہ وہ ہے

جو نماز کا پابند ہے، پھر اس تیسرے طبقے کی دو قسمیں ہیں: ایک تو وہ طبقہ ہے جس کو نماز کے مسائل معلوم نہیں، اس لیے رکوع سجدہ وغیرہ میں غلطی کرتا ہے اور سنتوں کی خلاف ورزی کرتا ہے، اور ایک طبقہ وہ ہے جس کو مسائل معلوم تو ہیں، رکوع سجدہ وغیرہ کا سنت طریقہ معلوم ہے، مگر غفلت اور سستی کی وجہ سے عمل نہیں کرتا۔

اصلاحِ نماز کی اشد ضرورت:

نماز بنانے کی محنت کئی جگہ ہوتی ہے، مدارس میں، دعوت وتبلیغ کی رائج محنت میں خانقاہوں میں، رمضان کا وقت بھی نماز بنانے کا بہترین وقت ہے، اس لیے کہ رمضان میں فرصت ہے، دل میں نرمی ہے، مسجد میں حاضری ہے، طبیعت میں آمادگی ہے، نیز مسجد میں نماز کی مشق کرانے والے افراد بھی مل جائیں گے، اسی طرح عمرہ اور حج کا سفر نماز بنانے کا بہترین وقت ہے۔ ہم اپنی نماز کسی کو دکھائیں گے تو بیسیوں غلطیاں معلوم ہوں گی، مثلاً: ہم درزی کے یہاں کپڑا لے جائیں گے تو وہ ہمیں بتائے گا: یہاں سے پھٹا ہے، یہاں سوراخ ہے۔ اسی طرح کوئی بھی چیز ہم ریپیرنگ (Repairing) کے لیے لے جاتے ہیں تو کئی چیزیں ریپیرنگ کے قابل نکل آتی ہیں، بس نماز کا بھی یہی حال ہے۔ ہم محنت شروع کریں گے تو بہت رفو کا کام نکل آئے گا۔

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

معمولی کاموں کی وجہ سے نماز چھوڑنا:

میرے بھائیو! ہم چھوٹے سے کام (بیلنس ڈلوانا، دوست کی ملاقات کے لیے جانا

وغیرہ وغیرہ) کی وجہ سے نماز قضاء کر دیتے ہیں یا ترک کر دیتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے، کیا یہ کام دوسرے وقت میں نہیں ہو سکتا؟ کیا بیلنس کی دکانیں بند ہو جائیں گی؟ کیا اعلان ہو چکا ہے کہ نوٹ بندی کی طرح بیلنس بندی کا کہ ایک سال تک اب بیلنس نہیں ملے گا؟ کبھی کبھی ہم نوجوانوں سے پوچھتے ہیں: کہاں گئے تھے بھائی؟ جماعت کیوں چھوٹی آپ کی؟ تو کہا: بیلنس ڈلوانے گیا تھا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ اگر اذان کے بعد ہمارے بازار بند ہو جائیں اور مجلسیں ختم ہو جائیں تو آسمان سونا برسائے۔

نماز ہمارے ایمان کی چارجنگ (Charging) ہے:

یہ نماز ہمارے ایمان کی چارجنگ (Charging) ہے، اگر ہم نے ریچارج (Recharge) نہیں کروایا تو موبائل نہیں چلے گا، چارجنگ (Charging) نہیں ہے تو نہیں چلے گا، سم کارڈ (Sim card) نہیں ہے تو نہیں چلے گا، نیٹ ورک (Network) نہیں مل رہا ہے تو نہیں چلے گا اسلام میں بھی یہی معاملہ ہے۔ انسان کا جو جسم اور بوڈی (Body) ہے وہ موبائل (Handset) کی طرح ہے، اس میں (Sim card) ایمان کی مثال ہے، اگر ایمان کا سم کارڈ ہو تو یہ موبائل چلے گا، ورنہ نہیں چلے گا اور یہ ہمیں جنت تک نہیں لے جائے گا۔ اس کی چارجنگ (Charging) نماز ہے، نماز نہیں ہوگی تو یہ سمجھیے کہ موبائل میں چارج نہیں ہے، اس لیے مسلمان کا حال یہ ہونا چاہیے کہ ہر وقت نماز کا فکر سوار ہو۔

ہم کبھی سفر کرتے ہیں یا کہیں اِدھر اُدھر نکلتے ہیں، تو ڈھونڈتے ہیں کہ چارجنگ کی سہولیات (Socket) ہے یا نہیں؟ اسی طرح ایک ایمان والا کہیں بھی جائے تو اسے فوراً مسجد ڈھونڈنا چاہیے، اس لیے کہ یہ ہمارا سوکٹ (Socket) ہے، اس میں ہماری ایمانی چارجنگ ہے۔ اور تعلق مع اللہ ہمارا نیٹ ورک ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا تعلق نہیں تو سمجھیے کہ ٹاور نہیں مل

رہا ہے، ٹاور کو ملانے کی کوشش کریں۔ کبھی گھر میں ٹاور چھوٹ جاتا ہے تو ٹاور ملانے کے لیے ہم آگے پیچھے جاتے ہیں اسی طرح اللہ کی یاد، اس پر ایمان ہماری بوڈی کا ٹاور ہے لہٰذا اللہ کی طرف رجوع کریں اور کہیں کہ اے اللہ! میں تیرا نام لینا بھول گیا تھا، میں نے سب کو یاد کیا سارے ڈاکٹروں سے کونٹیکٹ کیا، حالانکہ مجھے تجھ کو سب سے پہلے یاد کرنا چاہیے، اے اللہ! یہ میری غلطی ہوئی، میں اسباب میں ایسا گھسا کہ تجھے فراموش کرگیا۔

سفر کرنے سے پہلے ہم نماز کی ترتیب بنائیں:

کہیں جائیں تو فوراً سوچیں کہ وہاں نماز کہاں پڑھیں گے؟ سفر سے پہلے نماز کی پوری ترتیب بنانی چاہیے، فجر کی نماز کہاں پڑھیں گے، ظہر کی کہاں پڑھیں گے؟ عصر کی کہاں پڑھیں گے؟ ہم سوچتے ہیں: چلو! راستے میں جہاں نماز ملے گی وہاں پڑھ لیں گے نہیں نہیں! یہ ایک مؤمنِ کامل کی شان نہیں ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ کبھی کبھی گڑبڑ ہوجاتی ہے کہ آگے مسجد ہے، اب جب آگے چلے تو ٹریفک (Traffic) مانع بن گئی اور نماز غائب، کئی مرتبہ ایسا ہوا، اب زیادہ تجربہ نہ کیجیے، دوسرے نئے ایکسپرینس (Experience) نہ کیجیے۔

حضرت مسیح الامتؒ کا ایک اہم ملفوظ:

حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر سفر میں نماز وقت پر ہوئی تو آپ کا آدھا سفر کامیاب، اب آدھے سفر کی کامیابی آپ کے مقصد کی تکمیل پر موقوف رہے گی۔

تکبیر تحریمہ کا ایک اہم مسئلہ:

جب ہم امام کے ساتھ نماز پڑھیں تو خوب خیال رکھیں کہ ہماری تکبیر تحریمہ امام

سے پہلے شروع نہ ہوجائے، اگر امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ہم نے تکبیر شروع کی تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ہمارا لفظ "اللّٰہ" یا لفظ "اکبر" ختم ہوا، تو بھی نماز نہیں ہوگی۔ اس لیے شروع کرنے میں بھی ہم آگے نہ بڑھیں اور ختم کرنے میں بھی آگے نہ بڑھیں۔

امام کی پیروی زیادہ ضروری:

اگر ہماری دو مرتبہ "سبحان ربي العظيم" ہوئی اور تیسری باقی ہے اور امام رکوع سے اٹھ گئے تو اسے چھوڑ دیں، اس لیے کہ یہ سنت ہے اور امام نے قومہ کرلیا ہے، وہ واجب ہے، اور سنت کے مقابلہ میں واجب کا مقام بڑھا ہوا ہے، لہٰذا دو مرتبہ "سبحان ربي العظيم" ہوئی تو کوئی حرج نہیں۔ ہر رکن میں اسی طرح چلنا ہے، صرف "التحيات" میں فرق رہے گا۔ التحیات ایک ایسی چیز ہے کہ اگر آپ کی "التحيات" قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں ناقص ہے تو اسے مکمل کریں پھر آگے بڑھیں، التحیات کی تکمیل کے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑے نہ ہوں، باقی ہر چیز میں امام کے ساتھ چلتے رہنا ہے، چاہے ہمارا عمل ناقص ہو۔ مثلاً: رمضان کے مہینہ میں وتر میں دعائے قنوت ادھوری ہے اور امام رکوع میں چلے گئے تو ہم دعائے قنوت ادھوری رکھ کر رکوع میں چلے جائیں۔

ایک عام بیماری:

نماز میں جو پڑھنے کی چیزیں ہیں وہ ہم اس انداز سے پڑھتے ہیں، جیسے: (સમાચાર પેપર) نیوز پیپر (NewsPaper)، ہونٹ کو ہلاتے نہیں ہیں، نماز میں کچھ لوگ ہاتھ باندھ کر چپ چاپ کھڑے رہتے ہیں، اگر تلفظ (ઉચ્ચાર) نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی، اس

لیے کہ قراءت نہیں ہوئی، یہ دل میں سوچنا اور خیال کرنا ہوا، پڑھنا نہیں پایا گیا اور نماز کے اندر قراءت کرنا ضروری ہے، امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ حروف کو ادا کریں گے تو زبان اور ہونٹ ہلیں گے، تو نماز ہو جائے گی، لیکن امام ہندوانی اور جمہور (اکثر علماء) فرماتے ہیں کہ قراءت کرتے وقت خود کی آواز کا اپنے کان میں پہنچنا ضروری ہے، بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو، مثلاً: بہرا آدمی ہو یا شور ہو رہا ہو تو حرج نہیں، نیز اڑوس پڑوس میں خلل نہ ہو، کسی پڑوسی کو خلل ہوا تو اس کی نماز کا خشوع خضوع فوت ہو جائے گا، لہٰذا اتنی زور سے نہ پڑھیں کہ دوسرے کو خلل ہو۔ لیکن منہ بند کر دینا، زبان و ہونٹ سی لینا یہ تو بالکل غلط ہے، اس صورت میں کسی کے نزدیک نماز نہیں ہوگی۔ امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ اگر حروف ادا کر لیے زبان کو حرکت دی لیکن آواز کان میں نہیں پہنچی تو نماز ہو جائے گی۔ اب ہم اندازہ لگائیں! مسجد میں سے پچاس فیصد مصلی ایسے ملیں گے جو ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں، زبان کو حرکت نہیں دیتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوگی۔ قراءت، تسبیحات، التحیات وغیرہ میں زبان کی حرکت ضروری ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، آج سے اس کی طرف توجہ دیجیے۔

نماز سیکھنے کا آسان طریقہ:

ایک دوسرے کی جوڑی بنائیں، ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کریں اور ان سے کہیں کہ بھائی! اگر میری نماز میں کوئی کمی ہو تو میری اصلاح کرنا، اور اگر آپ کی نماز میں کوئی کمی ہوگی تو میں آپ کی اصلاح کروں گا۔ اپنے علاقے کے علماء اور ائمہ سے کونٹیکٹ (Contact) رکھیں، دوستانہ تعلقات رکھیں، کبھی ان کو رکوع کر کے دکھائیں، کبھی سجدہ دکھائیں، کبھی ان کو سورۂ فاتحہ سنائیں۔ یہ سیکھنے سکھانے کی چیزیں ہیں، ہم چھوٹی چھوٹی

چیزیں سیکھنے کا ماحول بناتے ہیں، یہاں تک کہ باپ اپنے بیٹے سے سیکھتا ہے، کہتا ہے: بیٹا! اس موبائل کا ذرا فنکشن (Function) بتلاؤ نا! میری سمجھ نہیں آرہا ہے، تو باپ چھوٹے بچے سے سیکھ رہا ہے، لیکن نماز جیسی اہم چیز نہ سیکھتے ہیں اور نہ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل ہمیں احساس نہیں، طلب نہیں، جب آدمی کو احساس ہوتا ہے، طلب ہوتی ہے، تو رات کو بارہ بجے بھی پان، بیڑی اور چائے ڈھونڈنے کے لیے نکلتا ہے اور لے کر آتا ہے، اور طلب نہیں ہوتی تو پھر نماز جیسی اہم چیز میں بھی اس کا عجیب حال ہوتا ہے۔

نماز میں اطمینان وسکون کی کیفیت:

نماز میں حرکت کم کریں، جتنی نقل وحرکت بتائی گئی ہے اتنی ہی کریں، نماز میں ہلتے رہنا، پاؤں ہلاتے رہنا، آگے پیچھے کرنا، اوپر نیچے کرنا، موڑنا وغیرہ ممنوع ہے، یہ دوسروں کی نماز میں خلل ڈالتا ہے، پیچھے والے کی نماز بھی خراب ہوتی ہے۔ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو، ہماری وجہ سے کسی کی نماز کا خشوع خضوع فوت نہ ہو۔

نماز میں لباس کیسا ہو؟

کبھی کبھی ہم نماز میں معمولی یا نائٹ ڈریس اور لال پیلے کپڑے پہن کر آجاتے ہیں، اس پر لکھا بھی ہوتا ہے، (نہ معلوم کیا کیا چیزیں لکھی ہوتی ہیں) پیچھے والا مصلی پڑھے گا تو ظاہری بات ہے اس کا خشوع وخضوع فوت ہوگا، وہ آدمی اتنا خشوع وخضوع کہاں سے لائے گا کہ اس کی نظر نہ پڑے۔ نیز لال کپڑا تو ویسے بھی مردوں کے لیے مناسب نہیں ہے، فقہاء نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ آدمی جس لباس میں بازار، دوستوں کی مجلس وغیرہ میں نہ جاتا ہو وہ لباس مسجد میں مکروہ ہے، تو ایسے کپڑے نہیں پہننے چاہیے۔ ہر چیز کا

ایک یونیفارم (Uniform) ہے، ایک وردی ہے، مسجد ایک ایسی جگہ اور ایسا دربار ہے جہاں کوئی وردی نہیں، کوئی یونیفارم (Uniform) نہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ جو چاہیں پہن لیں، بلکہ اپنی قوم کے صالحین (علماء وفقہاء وغیرہم) کا لباس اختیار کریں۔

ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم اولاً نیت کریں، دوسرے نمبر پر حتی المقدور محنت کریں، تیسرے نمبر پر دعا کریں کہ اے اللہ! مجھ سے جتنا ہو سکا اتنا میں نے کیا، اب تو ہی اسے پایۂ تکمیل تک پہونچا دے۔

اللہ پاک ہمارے مل بیٹھنے کو قبول فرمائے اور یہ ذوق وشوق ہمارا ہمیشہ کے لیے باقی رکھے۔ نماز کی محبت عطا فرمائے۔ اخلاص کے ساتھ سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور نماز کی حقیقت، عشق اور شوق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

DARUL HAMD
RESEARCH INSTITUTE
SODAGARWAD,
SURAT (GUJARAT) +91 91731 03824
dawood1992@gmail.com